ماھنامہ انوار مدینہ

شمارہ : ۱	صفر المظفر ۱۴۳۴ھ / جنوری ۲۰۱۳ء	جلد : ۲۱

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 12 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 10 ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ 15 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اَکاؤنٹ نمبر اَنوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۹
خونی اِنقلاب ۱۸۵۷ء اَور اہلِ دیوبند	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۲۰
ایک تاریخی واقعہ		۳۳
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۳۶
پردہ کے اَحکام	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۴۰
سیرت خلفائے راشدینؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ	۴۲
اَخلاقی و رُوحانی تعلیم کی ضرورت	حضرت مولانا اِسرار الحق صاحب قاسمی	۴۹
مسلمان لڑکیوں کے اِیمان برباد کرنے کا قادیانی طریقہ کار		۵۳
وفیات		۶۰
اَخبار الجامعہ		۶۱

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

ایک مدت بیت گئی ملک کے فوجی اَور سیاسی حکمران ملک سے دینی مدارس کے وجود کو ختم کرنے کی سرتوڑ کوششوں کے باوجود بھی ختم نہ کر سکے اَور اللہ کا فضل اِس ملک کے عوام کے شاملِ حال رہا تو آئندہ بھی اُن کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملک کی بے دین سیاسی پارٹیوں قومی اِداروں اَور اِسی طرح ایجنسیوں میں قادیانیوں اَور آغا خانیوں نے اَپنا تسلط قائم کرنے میں کافی حد تک کامیابی حاصل کر لی ہے اَپنی وضع قطع اَور اِسلامی ناموں کی وجہ سے یہ عام لوگوں پر خود کو مسلمان باور کرانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں عیسائیوں اَور یہودیوں کے یہ وفادار جاسوس ملک میں مذہبی قوتوں کے خلاف اِنتہائی منظّم اَنداز میں سرگرمِ عمل ہیں عرصہ سے دینی شخصیات اَور طلباء کے قتلِ عام اَور مدارس پر حملے اَور اُن کے خلاف یکطرفہ منفی پراپیگنڈے کی یہی خفیہ قوتیں ذمہ دار ہیں اَبھی حال ہی میں ملک کے ایک سرکاری اِدارے ''اوگرا'' نے ملک بھر کی مساجد اَور دینی مدارس کے لیے ایک ''کالا قانون'' منظور کیا ہے جو مسلمانانِ پاکستان کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہونا چاہیے۔

''اَوگرا'' کے اِس مذموم اِقدام پر وفاق المدارس پاکستان کے ناظم حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جالندھری نے ایک مختصر اَور جامع تحریر ہمیں اَرسال فرمائی ہے ہم اِس کو اَپنے اِداریے میں شامل کرکے قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں :

مساجد و مدارس کو سوئی گیس بم سے نشانہ بنانے کی اَفسوس ناک کوشش

اللہ رب العزت نے وطن عزیز پاکستان کو 1950ء کی دہائی میں سوئی گیس کی نعمت سے نوازا تھا یہ وہ نعمت ہے جو پاکستان کو کسی غیر ملک سے خریدنی نہیں پڑتی بلکہ یہ قدرت کا اَنمول عطیہ مفت میں عنایت کیا گیا ہے۔

پاکستان میں سوئی گیس کا اِستعمال 1950ء کی دہائی کے آخر میں شروع ہوا تھا۔ اُس وقت سے لے کر اَب تک یعنی گزشتہ پچاس سال سے زائد عرصہ کے دوران مساجد، مدارس اَور دیگر دینی اِداروں کو سوئی گیس کی فراہمی عام گھریلو صارفین کی طرح کی جارہی تھی۔ ہم لوگ عرصہ دُراز سے حکومتِ وقت سے یہ مطالبہ کرتے آرہے تھے کہ چونکہ مساجد اَور مدارس فلاحی اِدارے ہیں جو حکومت کی اِمداد کے بغیر گرانقدر خدمات سر اَنجام دے رہے ہیں اَور اُنہوں نے لوگوں کی دینی ضروریات پوری کرنے کا بیڑہ اُٹھا رکھا ہے، اِس لیے اِن دینی اِداروں کو سوئی گیس کی فراہمی عام گھریلو صارفین کے مقابلہ میں رعایتی نرخوں پر ہونی چاہیے۔

ہمارے اِس دیرینہ جائز مطالبہ کو تسلیم کرنے کی بجائے حکومتِ پاکستان کے ذیلی اِدارے ''اَوگرا'' نے ۲۲ر ستمبر ۲۰۱۲ء سے مساجد، مدارس اَور دیگر دینی اِداروں کو عام گھریلو صارفین کے زمرے سے نکال کر اِسلام دُشمنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ظالمانہ طور پر اِن دینی اِداروں پر ناقابلِ برداشت معاشی بوجھ ڈال دیا ہے۔ چنانچہ مساجد و دینی مدارس میں گیس کنکشن حاصل کرنے کا خرچہ 3000 روپے

سے بڑھا کر 31000 روپے کردیا ہے یعنی سروس لائن کی رقم 1500 روپے سے بڑھا کر 5000 روپے اَور سیکورٹی کی رقم 1500 روپے سے بڑھا کر 26000 روپے کردی ہے یعنی اَگر کوئی اَپنی کوٹھی یا مکان پر گیس کنکشن لگوائے تو اُسے محض 3000 روپے دینے ہوں گے اَور اللہ کے گھر کے لیے کنکشن لیا جائے تو 31000 روپے دینے ہوں گے۔ عالم گھریلو صارفین کے لیے سوئی گیس کے تین نرخ ہیں یعنی 100 روپے فی یونٹ، 200 روپے فی یونٹ اَور 500 روپے فی یونٹ لیکن مساجد و مدارس وغیرہ کے لیے ایک ہی نرخ ہے یعنی 500 روپے فی یونٹ، وہ جتنی بھی گیس اِستعمال کریں گے اُن کو ساری مقدار پر 500 روپے فی یونٹ کے حساب سے اَدائیگی کرنا ہوگی۔

اِن دینی اِداروں کو سستے نرخوں یعنی 100 روپے فی یونٹ اَور 200 روپے فی یونٹ سے محروم کردیا گیا ہے۔ عام گھریلو صارفین کے لیے کم سے کم بل کی رقم تقریبًا 200 روپے ہے اَور گزشتہ ماہ تک مساجد و مدارس وغیرہ کے لیے بھی کم سے کم بل کی رقم 200 روپے ہی تھی مگر حکومت کے ذیلی اِدارے ''اَوگرا'' نے اِسلام دُشمنی میں ظالمانہ طور پر ۲۲ر ستمبر ۲۰۱۲ء سے دینی اِداروں کے لیے کم سے کم بل کی رقم 200 روپے سے بڑھا کر 3600 روپے کردی ہے۔ مساجد میں وضو کے گرم پانی کے لیے تین ماہ یعنی دسمبر، جنوری اَور فروری میں سوئی گیس اِستعمال کی جاتی ہے باقی نو ماہ یعنی مارچ سے نومبر تک مساجد میں گیس اِستعمال نہیں ہوتی۔

چنانچہ اِن 9 ماہ کے دوران گیس اِستعمال نہ کرنے کے باوجود 3600 روپے ماہوار کے حساب سے 9 ماہ کا کم اَز کم بل 32,400 روپے اَدا کرنا ہوگا اَور اِس کے علاوہ گیس کے اِستعمال کے حساب سے بھی فی یونٹ پانچ سو روپے مزید اَدائیگی بھی کرنی پڑے گی۔

مساجد و مدارس کے ساتھ یہ ظالمانہ اَور غیر مساویانہ طرزِ عمل اِسلام دُشمنی اَور ظلم کی اِنتہا نہیں تو اَور کیا ہے ؟ اِسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والی مملکت میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ لوگوں کی دینی، علمی، رُوحانی اَور اِسلامی ضروریات پوری کرنے کے لیے مساجد و مدارس کے جملہ اِخراجات و اِنتظامات ریاست اَور حکومت کی ذمہ داری ہوتی۔ اگر ریاست تمام تر بوجھ اَور ذمہ داری اُٹھانے کی سکت نہیں رکھتی تو کم اَز کم بجلی اَور گیس کی سہولت تو مفت مہیا کی جاتی لیکن یہاں تو اُلٹی ہی گنگا بہتی ہے۔ اِسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والی اِس ریاست میں دین پر عمل کرنے کو روز بروز مشکل سے مشکل بنایا جارہا ہے جبکہ گناہ کرنا دِن بدن آسان سے آسان تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ وہ چیزیں جن کی وجہ سے نسلِ نو کے بھٹکنے اَور بے راہ روی کا شکار ہونے کے اِمکانات زیادہ ہیں اُنہیں سستا کیا جارہا ہے، اُن تک رسائی آسان ہوتی چلی جارہی ہے اَور ہر آدمی کی پہنچ میں ہیں لیکن وہ دینی مدارس جو اِس قوم کے بچوں اَور بچیوں کو علمِ نبوت سے روشناس کروانے والے ہیں اَور وہ مساجد جو ایک مسلمان کی اِیمانی اَور رُوحانی زندگی کے لیے اَزحد ضروری ہیں اُن کا اِنتظام مشکل سے مشکل تر بنایا جارہا ہے۔

حکومت کے اِس ظالمانہ اَور غیر منصفانہ فیصلے کے بارے میں عوام الناس میں مختلف قسم کی آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ اُس عالمی اِستعماری اَیجنڈے کا حصہ ہے جس کے تحت دینِ اِسلام سے نسبت رکھنے والی ہر علامت، ہر اِدارہ اَور ہر مرکز دُشمن کا ہدف ہے اَور وہ ہر اُس عمل کو روکنا چاہتے ہیں جو اِسلام کے غلبے اَور مسلمانوں کی کامیابی کی ضمانت دیتے ہوں اَور جن کے ذریعے لوگ دین سے مزید قریب ہوسکیں، یہی وجہ ہے کہ کبھی مساجد میں بم دھماکے کروا کر لوگوں کو خوفزدہ کر دیا جاتا ہے اَور اُنہیں مساجد میں جانے سے روکنے کی کوشش

کی جاتی ہے۔

کبھی دینی مدارس کو ہدفِ تنقید بنایا جاتا ہے، مدارس کی کردار کُشی کی مہم چلائی جاتی ہے، مدارس کے اَساتذہ وطلباء کوشہید کیا جاتا ہے، مدارس پر بلا جواز چھاپے مارے جاتے ہیں، مدارس کے ساتھ تعاون کرنے والوں کو ہراساں کیا جاتا ہے اَور اَب ایک وار گیس کے بلوں کی شکل میں کیا گیا ہے اِس سے قبل بجلی کے بلوں میں بھی غیر اعلانیہ طور پر اِس قسم کی وارداتوں کو محسوس کیا گیا اَور اَب گیس کے بلوں کی شکل میں نقب زنی کی کوشش کی جارہی ہے جسے اِنشاء اللہ کسی صورت میں کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ جبکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ کسی ایسے بے دین، سیکولر اَور قادیانی مزاج بابو کے شاطرانہ دماغ کا شاخسانہ ہے جس نے مساجد و مدارس کو ہدف بنا کر مسلمانوں کے اِیمان وعقیدے اَور مذہبی وابستگی پر ضرب لگانے کی کوشش کی ہے لیکن اللہ کی ذات سے اُمید ہے کہ اِس ملک کے کروڑوں اہلِ ایمان اِس کوشش کو ناکام بنا کر دم لیں گے۔

اِس ظالمانہ فیصلے کی اِطلاعات ملنے کے بعد پیدا ہونے والی صورتِ حال پر غور کرنے کے لیے اِبتدائی مرحلے میں ہم نے اِتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان کے پلیٹ فارم پر تمام مکاتبِ فِکر کی سرکردہ شخصیات کو جمع کرکے باہمی مشاورت کی اَور حکمتِ عملی طے کر لی ہے کہ اِس ظالمانہ جسارت کی ہر سطح پر ہر طریقے سے ہر ممکنہ مزاحمت کی جائے گی۔ اِبتدائی مرحلہ میں ہم صدرِ پاکستان، وزیر اعظم پاکستان، وفائی وزیر پٹرولیم اَور چیرمین ''اَوگرا'' سے خطوط، مضامین، اَخبارات اَور ذرائع اَبلاغ کے ذریعے مطالبہ کرتے ہیں کہ فی الفور مساجد و مدارس کے سوئی گیس بلوں میں اِضافہ کو واپس لیا جائے اَور اِس ظالمانہ و جانبدارانہ فیصلہ کے ذمہ داروں کو معطل کرکے عبرت ناک سزادی جائے۔

اِسی طرح چیف جسٹس آف پاکستان سے بھی گزارش ہے کہ وہ اِس اِقدام پر سوموٹو نوٹس لیں تاکہ اَربابِ مساجد و مدارس اَور پوری قوم میں پایا جانے والا اِضطراب ختم ہو سکے۔

اِس موقع پر مسلمانانِ پاکستان کا دینی فرض ہے کہ وہ ''اَوگرا'' کی قادیانی اَور آغا خانی نوکر شاہی کے اِس فیصلہ کو مسترد کرتے ہوئے حکومت سے ہر سطح پر اِحتجاج کریں اَور ہمیشہ کی طرح اَپنی اِیمانی غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے مساجد و مدارس کے تحفظ کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں تاکہ اِسلام کے خلاف کفر کی سازش ناکام ہو آئندہ کے لیے اُن کو ایسا سبق مل جائے کہ پھر اِن کو مساجد و مدارس کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً — درسِ حدیث — علٰی حبیبک خیر الخلق کلّھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

تمام اَنبیاءِ کرام اَور اُن کی کتابوں پر اِیمان ضروری ہے
کیمیائی تاثیرات اَور طبیعیات اَٹل ہیں مگر اللہ کی تخلیق کردہ ہیں وہ اِن کو بدل سکتا ہے
رُوح کا تعلق قبر سے۔ پیشاب اَور چغلی کی وجہ سے عذابِ قبر
مُردے شناخت کرتے اَور سلام کا جواب دیتے ہیں

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 71 سائیڈ B 1987 - 07 - 12)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ اِس اُمت میں یعنی جن کو میں نے اللہ کا پیغام پہنچایا ہے ساری دُنیا میں، کوئی بھی یہودی یا عیسائی مجھ پر اِیمان لائے بغیر اگر مر جائے گا تو وہ جہنمی ہوگا اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ [1]

میں نے عرض کیا تھا کہ تمام اَنبیائے کرام پر اِیمان رکھنا فرض ہے قرآنِ پاک میں ہے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ خود رسول اللہ ﷺ کا بھی اِیمان ہے اُس چیز پر

[1] مُسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۲۴۰ ، مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۰

جو اللہ کی طرف آپ کے اُوپر اُتاری گئی وَالْمُؤْمِنُوْنَ اَور دُوسرے اِیمان والے جو ہیں اُن کا بھی یہی ہے کہ وہ اِیمان لائیں مومن بھی وہی ہوگا جو اُس پر اِیمان رکھے گا کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ سب کے سب اللہ پر اِیمان رکھتے ہیں وَمَلٰئِکَتِہٖ اَور اُس کے فرشتوں پر اِیمان رکھتے ہیں وَکُتُبِہٖ کتابوں پر اِیمان رکھتے ہیں یعنی جو اللہ نے اُتاریں وہ حق تھیں۔ منسوخ ہوجانا اَلگ بات ہے باقی توراۃ پر جو حضرت موسٰی علیہ السلام کو دی گئی ہمارا اِیمان ہے کہ وہ صحیح سچ اَور حق تھی۔

حضرت داوٗد علیہ السلام کو زبور دی گئی وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا یہ قرآنِ پاک میں ہے۔

حضرت اِبراہیم علیہ السلام کو مختلف صحیفے دیے گئے صُحُفِ اِبْرَاهِیْمَ وَمُوْسٰی یہ بھی قرآنِ پاک میں ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اِنجیل دی گئی وَاٰتَیْنٰہُ الْاِنْجِیْلَ ہمارا اِیمان ہے کہ وہ صحیح وہ حق وہ سچ ہے۔ لیکن منسوخ ہوتی رہیں تبدیلیاں آتی رہیں۔

پہلی اُمتوں پر اَحکامات میں سختی تھی :

قرآنِ پاک ہی میں ہے رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ہمارے اُوپر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلوں پر ڈالا تھا تو پہلے جو اَنبیاء کرام گزرے ہیں اَور اُمتیں گزری ہیں اُن پر اَحکام سخت بھی تھے۔ مثال کے طور پر بنی اِسرائیل میں یہ حکم تھا کہ اَگر پیشاب لگ جائے کپڑے کو تو کپڑا کاٹ دیں وہ پاک کرنے سے پاک نہ سمجھیں بڑی دِقت کی بات تھی بہت مشکل حکم تھا یہ۔

اُس کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام آئے اُنہوں نے تبدیلی کردی اَحکام میں وہ شدت جو تھی اُن میں کمی آئی وہ اَپنی جگہ درست تھی جو حضرت موسٰی علیہ السلام کے زمانے میں شدت تھی اَور یہ اَپنی جگہ درست ہے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے زمانے میں تخفیف ہوئی۔

نبی علیہ السلام کی نبوت کا ذکر پہلی کتابوں میں بھی ہے :

آقائے نامدار علیہ کے بارے میں بتایا گیا قرآنِ پاک میں آیا اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ نبی اُمی کی پیروی کرتے ہیں جن کو دیکھتے ہیں کہ لکھا ہوا ہے اُن کا نام توراۃ اَور اِنجیل میں، قدیم نسخہ مجھے ایک دیکھنے کو مِلا تھا اُس میں یہی تھا مُحَمَّدِیَمْ ''یَمْ'' تعظیم کے لیے بڑھا دیتے ہیں رسول اللہ علیہ کا اِسمِ گرامی اَور علامات تب بھی تھیں تو قرآنِ پاک میں آیا ہے اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتَابَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآئَھُمْ جیسے آدمی اَپنے بیٹے کا بیٹا ہونا پہچانتا ہے یقین کے ساتھ اِسی طرح یقین کے ساتھ اہلِ کتاب بھی پہچانتے ہیں کہ رسول علیہ سچے رسول ہیں اَلَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرَاۃِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ اَچھائیوں کا حکم دیتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اَور خراب چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں اَور اُن کے اُوپر سے وہ سختیاں جو تھیں وہ ہٹا رہے ہیں یعنی وہ اِس اُمت میں نہیں رہیں، اَب اِس اُمت میں حکم یہ ہے کہ کپڑا ناپاک ہو جائے تو پاک کرلیں لیکن پیشاب اَور اُس کی چھینٹیں اَور اُس سے بدن کا ناپاک ہونا اَور ناپاک چھوڑ دینا وہ سخت عذاب کی بات ہے۔

رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کہیں سے گزر رہے تھے تو آپ کو محسوس ہوا کہ دو آدمیوں کو عذاب ہو رہا ہے قبر کا، تو اِنسان کی رُوح کہیں بھی ہو اُس کا ایک تعلق قبر سے رہتا ہے کیونکہ قیامت کے دِن جو اُٹھایا جائے گا اُسے تو اُسی تعلق کی وجہ سے جسم اُس کا دوبارہ جمع ہو جائے گا رُوح اَجزا کو جمع کرلیتی ہے چاہے وہ اَجزا ہوا میں اُڑا دیے گئے ہوں جلا دیے گئے ہوں، جہاں جلائے گئے ہیں اُس جگہ

سے تعلق رہے گا اَور وہ تعلق فنا ہونے والا نہیں ہے، تعلق کا دوام اَور عدمِ دوام عارضی ہونا مستقل ہونا یہ خدا کے اِرادے پر موقوف ہے اللہ کے فیصلے پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک چیز جو فطرت بنادی ہے بس وہ چل رہی ہے کوئی چیز سمجھ میں آتی ہے کوئی سمجھ میں بھی نہیں آتی آدمی کہتا ہے کہ یہ ہوگیا یہ ہوگیا جو ہورہا ہے قدرت کی طرف سے اُس کی خبر دے دیتا ہے، بادل آرہے ہیں یہ ہورہا ہے بارش ہورہی ہے یہاں بھی ہوجائے گی اَنداز ہے ضروری نہیں ہے کہ بادَل آجائے تو بارش ہوجائے، یہ اَنداز ہوا۔

طبیعیات (فزکس) کے اُصول اَٹل مگر اللہ کی تخلیق ہیں، اللہ چاہے تو ٹوٹ سکتے ہیں جیسے حضرت اِبراہیم علیہ السلام پر آگ کا ٹھنڈا ہوجانا :

اَور کچھ چیزیں ایسی ہیں جو اللہ نے فیصلے کے طور پر کردی ہیں، پانی جو ہے نشیب میں ہی جائے گا نیچے کی طرف اَور بھاپ جو ہے اُوپر ہی کی طرف جائے گی دُھواں اُوپر ہی کی طرف جائے گا، اِن کی طرف دھیان بھی نہیں جاتا اِنسان کا اِتنا عادی ہوگیا ہے دیکھ دیکھ کرکہ خیال ہی نہیں جاتا کہ یہ قدرت نے کیا چیز کر رکھی ہے، یہ قدرت نے دائمی فیصلے دے دیے اِس دُنیا میں اِن کا اُلٹ بھی ہوسکتا ہے پانی اُوپر جائے بھاپ نیچے آئے کیونکہ اللہ کے اِرادے پر ہے مدار سارا، جو کشش بھاپ کی اُوپر رکھ دی ہے وہ اَگر نیچے رکھ دی جائے تو نیچے آئے گی بھاپ۔

رُوح کا تعلق جسم سے :

تو اِسی طرح رُوح کا اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ قیامت تک اَور اُس کے بعد تک ہمیشہ کے لیے اِنسانی رُوح جن اَجزا سے اُس کا تعلق ہے وہ رہے گا وہ نہیں ہٹے گا اَجزا چاہے جانور کھا جائے چیل کوے کھا جائیں اَور چاہے وہ جلا کے فنا کردیے جائیں اُڑا دیے جائیں پھر بھی رُوح جو ہے وہ اُنہیں جمع کرلے گی اَور جب جان آجاتی ہے تو وہ سارے اَجزا پھر کام کرنے لگتے ہیں کہیں سے جان نکل جائے تو وہی بیکار ہوجاتا ہے حصہ، جان ہو تو کام کرتا ہے وہ حصہ۔ تو حق تعالیٰ نے رُوح سے جو تعلق

رکھا ہے اَجزا کا تو جو لوگ قبر میں دفن کرتے ہیں اُن کا تعلق قبر میں محسوس ہوگا اَور جو جلاتے ہیں اُن کا اُس جگہ محسوس ہو سکتا ہے جہاں اُنہیں جلایا گیا ہو اَور ایک ہی جگہ ایک آدمی جلایا گیا ہو یا دس یا ہزار یا لاکھ یا کروڑ جلائے گئے ہوں پھر بھی اُسی جگہ کا تعلق رہے گا اُس سے، مرکز اُن کے لیے وہ بن گیا وہ نقطہ ہے اُس سے تعلق ہے اُس کا۔

آقائے نامدار ﷺ تشریف لے جارہے تھے تو محسوس فرمایا کہ عذاب ہو رہا ہے، کیسے محسوس ہوا ؟ کہیں تو ایسے ہو جاتا ہے بعض دفعہ کہ سواری کا جانور بدک گیا جب جانور بگڑا ہے تو پھر آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا ہے کہ عذابِ قبر دیکھا ہے اِس نے اِس لیے بدک گیا ہے۔ اِنسان اَور جنات کو یہ چیزیں نظر نہیں آتیں کیونکہ جس طرح اِنسان مکلّف ہے اِیمان بالغیب کا ویسے ہی جنات بھی مکلّف ہیں اِیمان بالغیب کے، اُنہیں جنت نہیں نظر آتی جہنم نہیں نظر آتی ایک حد تک معلومات ہوتی ہیں بس اَور جو چیز وہ بتاتے ہیں آپ لوگ پوچھتے ہوں گے کسی پر جن آتا ہے کہ بھائی یہ کیا ہے اَور کیسے ہے تو وہ دیکھ کے بتاتا ہے یا جا کے دیکھ آتا ہے اَور نظر اُن کی کئی کئی ہزار میل تک جاتی ہے تو رفتار اُن کی ایسی ہے ایک سیکنڈ میں تیس چالیس ہزار میل، تو آپ کو تو پتہ بھی نہیں چل سکتا کہ اِتنی دیر میں وہ ہو آیا ہے یا نہیں حالانکہ وہ ہو کر، آکر بتا دیتا ہے۔

کیمیائی (Chemical) تاثیرات بھی اللہ کی وضع کردہ ہیں جن کو وہ بدل سکتا ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام، طب، دَرخت اَور جنات :

حضرت سلیمان علیہ السلام جب عبادت فرماتے تھے جس وقت کی بھی جو بھی اَوقات تھے نماز کے تو اُس میں ایک درخت سامنے آجاتا تھا وہ اُس سے پوچھتے تھے کیا ہے تو کس طرح سے ہے ؟ تو وہ بتاتا تھا اَپنا فائدہ یہ فائدہ خدا نے میرے اَندر رکھا ہے وہ آپ تعلیم فرما دیتے تھے، اِنسانوں میں حکمت جو آئی ہے وہ اِس طریقہ پر بھی آئی ہے۔

وفات کی اِطلاع :

تو ایک دِن ایک درخت آیا اُس نے کہا میں آپ کے لیے وفات کی خبر لایا ہوں، کہا کیسے ؟ کہ جب میں بڑا ہو جاؤں گا، بڑا بھی ہو گیا تو پھر آپ کی وفات ہو گی، عجیب بات ہے ترپن سال عمر حضرت سلیمان علیہ السلام کی لکھی گئی ہے اَور اللہ نے حکومت ساری دُنیا کی دی، ہوا کی دی، جنات کی دی، سب کی دی اَور آج تک نام ہے آج تک اُس کے اَثرات ہیں، جنوں سے قسمیں کھلواتے ہیں سلیمان علیہ السلام کی وہ مسلمان ہو یا کافر ہو وہ سب مانتے ہیں اَور عمر مبارک ہوئی ہے اُن کی ترپن سال یعنی چالیس سال کی مدت میں نبوت ملی ہوگی اُن کو اُس عمر میں اَور اُس کے بعد تیرہ سال کے دَور میں یہ بھی ہو چکا۔

بیت المقدس کی تعمیر :

تو اَب آخر میں اُنہوں نے بیت المقدس کی تعمیر شروع کرا رکھی تھی تو اللہ کی طرف سے بلاوا آگیا اُنہوں نے دُعا کی کہ ایسے ہو کہ میں کھڑا رہوں اِس کے سہارے عصا لاٹھی کے سہارے اَور یہ کام مکمل ہو جائے تو اللہ کی طرف سے تھا کہ جو حکم وہ دے دیں اُس کے خلاف کوئی جن کر نہیں سکتا وَمَنْ یَّزِغْ مِنْھُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ [1] ہوسکتا ہے کہ اِس کا مطلب یہ ہو کہ جو کوئی بھی جنات میں سے نافرمانی کرتا تھا اُس کو آگ کا عذاب شروع ہو جاتا تھا لہٰذا نافرمانی کر ہی نہیں سکتا۔ تو اُنہوں نے یہ دُعا کی کہ یہ جو کام پر لگے ہوئے ہیں جنات یہ لگے رہیں اِنہیں میرے اِنتقال کی خبر نہ ہو تو وہ اُسی درخت کی لاٹھی کے سہارے سے اِسی حال میں جس طرح بھی اُنہوں نے بنایا اَپنا سہارا وفات ہوگئی اَور وہ کھڑے رہے دو سال اَور یہ جنات دِن رات کام میں لگے رہے اَور کسی کو قریب جانے کی بھی ہمت نہیں ہوئی کہ جائے یا پوچھے اُنہوں نے بس فرما دیا کہ یہ مکمل کرو، بس وہ مکمل کرنے میں لگے رہے

---

[1] سورہ سبا آیت ۱۲ پارہ ۲۲

اَور جب وہ مکمل ہو گیا تو دیمک نے اُس سہارے کی لکڑی کو کھالیا، دیمک نے کھایا ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کا جسدِ اَطہر پھر کھڑا نہیں رہا، پھر اُنہیں پتہ چلا کہ وفات ہو گئی۔ قرآن میں ہے اَنْ لَّوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَالَبِثُوْ فِی الْعَذَابِ الْمُھِیْنِ[1] اگر وہ (جنات) جانتے ہوتے غیب تو اِس تکلیف دہ عذاب میں مبتلا نہ رہتے تو دو سال تک وہ جنات لگے رہے۔ جب حیات تھے تو کسی وقت نظروں سے غائب بھی ہو جاتے ہوں گے کہ آرام فرما رہے ہیں، سو رہے ہیں لیکن جب وفات ہو گئی تو پھر تو چوبیس گھنٹے وہ سامنے کھڑے رہے ہیں اَور دِن رات اُنہیں کام کرنا پڑا۔

تو اَب یہ تھا کہ اِنسان مکلّف جنات مکلّف یہ دو مکلّف ہیں اِن کو عذابِ قبر نہیں نظر آتا جیسے اِیمان بالغیب کا اِنسان مکلّف ہے ویسے ہی اِیمان بالغیب کا جن بھی مکلّف ہے، وہ جنت پہ نبوت پہ جہنم پہ جزا اَور سزا پہ اِسی طرح اِیمان رکھتے ہیں جس طرح اِنسان تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰة والتسلیم نے فرمایا کہ یہ سواری جو ہے گھوڑا یہ اِس لیے بگڑا ہے کہ اِسے عذاب نظر آ گیا یہ مکلّف نہیں ہے جانور جو مکلّف نہیں ہیں اُنہیں نظر آتا ہے اَور وہ بھی ...... خدا پر اِیمان اُن کا ہے اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو خدا کو نہ جانتی ہو اَور اُس کی پاکی نہ بیان کرتی ہو تسبیح نہ بیان کرتی ہو۔ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ یہ اَلگ بات ہے کہ تم لوگ اِن پتوں کی دَرختوں کی گھاس کی اِن کی تسبیحات کو نہیں پہچان سکتے نہیں سمجھ میں آ سکتی لیکن ہے ضرور اَور ثابت بھی ہے اَحادیث سے جیسے میں نے آپ کو بتایا حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے وہ دَرخت آتا تھا وہ بتاتا تھا، اِسی طرح اَور بھی چیزیں ثابت ہیں اِس طرح کی۔ تو اللہ نے اِن تمام چیزوں میں شعور رکھا ہے ایک دَرجہ کا تو وہ سب غیر مکلّف ہیں کیونکہ اُن کو اِیمان لانے والی چیزیں نظر آتی ہیں اَور کفر ہے ہی نہیں سرے سے مگر یہ اِنسان اَور جنات دو مخلوق ایسی ہیں کہ اِن کے لیے حساب ہے اِن سے سوال ہے یہ مکلّف ہیں۔ آقائے نامدار ﷺ نے یہی فرمایا کہ اِس گھوڑے کو وہ نظر آیا اِس لیے بدک گیا۔

---

[1] سورہ سبا آیت ۱۴ پارہ ۲۲

پیشاب اَور چغلی کی وجہ سے عذابِ قبر :

ایک جگہ آپ تشریف لے جا رہے تھے فرمایا کہ اِن دو قبروں کو عذاب ہو رہا ہے دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اَور مَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ کسی ایسے بڑے گناہ میں نہیں ہے یا کسی ایسے بڑے کام کی وجہ سے نہیں ہے کہ جس سے اِنہیں بچنا مشکل ہوتا ہو اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ ایک جو تھا وہ تو چغلی کھایا کرتا تھا اَور دُوسرا جو تھا کَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِہٖ [1] یہ جو پیشاب کرتا تھا تو اُس سے بچتا نہیں تھا چھینٹیں آ جاتی تھیں تو پرواہ نہیں کرتا تھا، یہ کوئی کام ایسا نہیں ہے مشکل جس سے اِنسان نہ بچ سکے اگر اِرادہ کرلے کہ یہ کام نہیں کرنا یہ گناہ نہیں کرنا پاک رہنا ہے تو پھر وہ پاک رہے گا۔

ہر وقت پاک رہنا :

شریعتِ مطہرہ نے ہمیں یہ بتلایا ہے کہ ہر وقت پاک رہو یہ نہیں کہ نماز کے وقت پاک ہو بلکہ شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ ہر وقت پاک رہنا ہے جس وقت ناپاکی آئے پاک کر لے یہ تعلیم ہے اَصل اَور نماز کے وقت پاکی تو یہ گویا اُس کا آخری وقت ہے کہ نماز کے وقت تو سمجھو بالکل آخری وقت ہو گیا ہے اِس وقت تو کرنی ہی پڑے گی پاکی حاصل۔

سرورِ کائنات علیہ الصلوٰة والسلام نے جو عذابِ قبر دیکھا تو وہ اُس جگہ دیکھا جب گزرے ہیں قبروں پر سے تو پتہ چلا ہے۔ اِس طرح کے واقعات بہت سارے ہیں اَور اِن میں عذابِ قبر اَور نعیمِ قبر قبر کی نعمتیں اَور قبر کی کیفیات جو وہاں ہوتی ہیں یا اَثرات مرتب ہوتے ہیں رُوح چاہے جس جگہ بھی ہو تعلق اُس کا یہاں سے رہتا ہی ہے، یہ بات اَحادیث سے ثابت ہے۔

اہلِ قبور کو سلام، اُن کی طرف سے جواب اَور شناخت :

اِبن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ جب کوئی آدمی جاتا ہے تو حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر وہ سلام کرتا

[1] بخاری شریف کتاب الوضوء رقم الحدیث ۲۱۶

ہے مردے کو تو مردہ سلام سُنتا بھی ہے جواب بھی دیتا ہے اَور جسے دُنیا میں پہچانتا تھا اُس کو پہچان بھی جاتا ہے اَور اِس میں وہ سب برابر ہیں مسلمان بشرطیکہ مسلمان ہو اُسے سلام جب کیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُس میں اِتنا شعور ہمیشہ کے لیے رکھا ہے کہ وہ جواب بھی دے اَور پہچان بھی سکے۔

اہلِ کتاب کو نبی علیہ السلام پر اِیمان لانا چاہیے، اِس کی عقلی وجہ :

آقائے نامدار ﷺ فرماتے ہیں سب کے لیے ضروری ہے یہودی ہو، نصرانی ہو اُن کو میرے اُوپر اِیمان لانا ضروری ہے، اِس واسطے کہ نہ یہودیوں کے خلاف کوئی بات فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے، نہ عیسائیوں کے خلاف کوئی بات فرمائی، عقلی وجہ تو صاف ہے، عیسائی حضرت عیسٰی علیہ السلام کو بڑا مانتے ہیں ہم بھی بڑا مانتے ہیں نبی ہیں خدا کے، یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو بہت بڑا مانتے ہیں ہم بھی مانتے ہیں نبی ہیں خدا کے۔

وہ ایک دُوسرے کے نبی کو نہیں مانتے مگر ہم سب کو مانتے ہیں :

وہ (اہلِ کتاب) آپس میں جھگڑتے ضرور ہیں ایک دُوسرے کے نبیوں کو نہیں مانتے مگر ہمارے یہاں یہ سلسلہ نہیں بلکہ سب اَنبیاءِ کرام پر اِیمان لاتے ہیں کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُوْلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَور اَنبیاءِ کرام میں ہم کسی کی بھی تفریق نہیں کرتے لَانُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ تفریق نہ کرنے کا مطلب کیا ہے ؟ تفریق نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو بھی نبی ہے نبی ہے بس، نبی معصوم ہوتا ہے نبی سے گناہ نہیں ہوتا نبی پر وحی آتی ہے نبی خدا کا سب سے زیادہ مقرب ہوتا ہے اُن میں جو دَرجات ہیں وہ اَلگ ہیں تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت بخشی ہے فضیلت دی ہے مگر ہمارے لیے وہ سب نبی ہیں اَور سب واجب الایمان ہیں چند کو ہم جانتے ہیں اَور بہت ہی زیادہ وہ ہیں جن کا نام بھی نہیں جانتے لیکن اِیمان تو ہے کہ نبی جو بھی تھا ہمارا اُس پر اِیمان ہے خدا جانتا ہے کہ وہ کون تھے، کیا نام تھا، کہاں گزرے ہیں، کیا حالات تھے، کیا

تعلیم تھی، یہ بھی اِیمان اَور یہ بھی اِیمان کہ اُنہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی اُنہوں نے اُمت کو تعلیم دینے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اَور اَنبیاء کرام کی شفقت جو ہے اَپنی اُمتوں کے ساتھ ہمیشہ بہت زیادہ رہی ہے ہمارا اِیمان اُن سب پر ہے۔

آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، قادیانیوں کے اِیمان لانے کا طریقہ :

تو رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ پر اِیمان لایا جائے گا اَور اِیمان لانے کی بات چل رہی تھی کہ.........جو دُوسرا ہے اُس کا اِیمان کیسے ہے ؟ یہ قادیانی جو ہیں اِن کے بارے میں ایک صاحب مجھ سے پوچھ رہے تھے میں نے کہا تھا یاد بھی دِلا دیں تو اِن کا اِیمان کیسے ہوگا ؟ تو جب اِیمان لائے گا تو وہ اُس کو کہے گا کہ یہ جھوٹا تھا۔ مسیلمہ کے ساتھ کذاب کا لفظ لگا ہوا ہے ''مسیلمہ کذاب''۔ تو جو آدمی قادیانی ہے اَور مسلمان ہو رہا ہے تو اُسے یہ بات کہنی پڑے گی کہ ''غلام محمد کو میں جھوٹا مانتا ہوں'' اِسی طرح کوئی عیسائی ہے اَور مسلمان ہو رہا ہے تو اُسے جہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھوایا جائے گا وہاں اُسے یہ بھی کہا جائے گا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو میں اللہ کا رسول جانتا ہوں اُن کی والدہ کو وَلِیَّہٗ مانتا ہوں اُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ یہ کہے گا وہ تاکہ پہلے جو عقیدہ ہے اُس کا کہ وہ خدا کی بیوی اَور خدا کے بیٹے ہیں اُس سے تائب ہونا ثابت ہو جن اَجزا پر اُس کے کفر کا مدار ہے جیسے کوئی کہتا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لیکن میں مانتا ہوں رسول مگر عرب کے لیے عجم کے لیے نہیں تو وہ صراحت کرے گا اِس بات کی کہ آپ رسول ہیں ساری دُنیا کے لیے اَور ہمیشہ کے لیے اَور میں سوائے اِسلام کے باقی سب سے بری ہوں اِس کی بھی صراحت کرے گا اَور یہ بھی کہے گا ساتھ ساتھ کہ جو بھی دین اَور ہے اُس سے میں بری ہوں تو پچھلے دین سے براءت اَور اِسلام پر، صحیح عقائد پر اِیمان لانا ضروری ہے۔

اَور اَگر پتہ نہ چلے شبہ ہو کہ پتہ نہیں یہ کون ہے کون نہیں ہے تو اُس سے اِجمالاً کہلا لیا جائے گا

کہ اِسلام کے سوا میں تمام چیزوں سے بری ہوں ۔ یہ اِس حدیث سے متعلق تھا۔

اَور اَگر اہلِ کتاب میں سے کوئی مسلمان کے پاس آجائے اُس کو تعلیم دے پھر وہ اِیمان قبول کرلے تو اُسے اِیمان لانے پر کتنا اَجر ہے۔ اَور اَگر اہلِ کتاب میں سے کوئی مسلمان ہوا ہے اَور اُسے آپ نے تعلیم دے دی تو آپ کو کتنا اَجر ہے وہ اَگلی حدیث شریف میں آتا ہے۔ اِنشاء اللہ آگے بیان کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقائد پر قائم رکھے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محشور فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا..............

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وہ راتوں کا عابد وہ دِن کا سپاہی
وہ جس نے سیاست کی زُلفیں سنواریں
وہ جس نے فقیری میں کی بادشاہی
اگر اُس سے کچھ بھی عقیدت ہے تجھ کو
تو اَپنا وطیرہ بدلنا پڑے گا
تضادِ زبان و بیاں سے نکل کر
صداقت کی راہوں پہ چلنا پڑے گا
خبر دے رہا ہے محمد کا اُسوہ
کہ آساں نہیں ہے مسلمان ہونا
بہت اِمتحانات دَرپیش ہوں گے
بڑی سخت راہوں پہ چلنا پڑے گا

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۵۸

"اَلحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

خونی اِنقلاب ۱۸۵۷ء اَور اہلِ دیوبند

۱۲۱۸ھ/ ۱۸۰۳ء میں دوآبہ میں اِیسٹ اِنڈیا کمپنی دَخیل کارِ حکومت ہوگئی تھی، اُس نے اَپنے مراکز بنانے شروع کر دیے تھے سہارنپور میں مرکز قائم کر لیا تھا لیکن پوری طرح پورے علاقوں پر تسلط سقوطِ دہلی کے بعد ہوا۔ اِستخلاصِ وطن میں جو علاقے مسلسل کوشاں رہے اَور جہاد کرتے رہے اَنگریزوں نے پوری طرح تسلط جمانے کے بعد اُن سے بری طرح بدلہ لیا، اِس پورے علاقے کی اَنگریز دُشمنی کی حالت کیا تھی وہ تو سب کے سامنے ہے کہ اِسے وطن سے نکال کر ہی دم لیا اَور خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ مسلسل تحریک جاری رکھی گئی، یہ نظریات حضرت شاہ ولی اللہ اَور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے اُن فکری اَور رُوحانی وارثین میں جو بتوسط سیّد صاحب شہید قدس سرہٗ وابستہ ہیں چلتے ہی رہے۔

سیّد صاحبؒ کے اَفکار و نظریات کا یہ علاقہ کتنا بڑا مرکز تھا اِس کا اَندازہ مولانا اَبوالحسن ندوی مدظلہم کے والد ماجد مولانا سیّد عبدالحئی صاحبؒ کے تبصرہ سے لگائیے۔ اُنہوں نے اِس علاقے کا دورہ تقریبًا سو سال بعد ۱۳۱۲ھ میں کیا ہے، وہ تحریر فرماتے ہیں :

"اِس وقت سہارنپور کے جس قدر قصبوں میں جانے کا اِتفاق ہوا ہے وہاں ہر فرد و بشر کو سیّد صاحبؒ کا دَم بھرتے پایا ہے، جو ہے اُن کی محبت میں چور ہے، میں نے اَپنی

عمر میں سیّد صاحب کا اِتنا چرچا کہیں نہیں دیکھا۔'' (شاندار ماضی جلد چہارم ص ۲۷۲)

اہلِ دیوبند نے اَپنی بساط کے مطابق اُسی روِش پر چلتے ہوئے جہاد ۱۸۵۷ء میں حصہ لیا اَور جب اُس مسلح جنگِ آزادی میں ناکامی ہوئی تو ہروہ شخص جس نے آزادیٔ وطن کی جنگ میں کوئی حصہ لیا تھا، برطانوی حکومت کا باغی اَور مجرم قرار پایا۔ اَنگریزوں نے دوبارہ تسلط حاصل کرنے کے بعد جس غیض وغضب کے ساتھ اِس کا اِنتقام لیا وہ کیفیت شاندار ماضی وغیرہ میں مطالعہ کی جا سکتی ہے، صاحبِ تاریخ دیوبند تحریر فرماتے ہیں کہ صرف دیوبند میں ۴۴ اَشخاص کو پھانسی پر لٹکایا گیا، آم کے جس درخت پر لوگوں کو پھانسی دی گئی اُس کو راقم سطور نے بھی دیکھا ہے، آم کا یہ درخت ''سولی والا'' کہلاتا تھا۔

☆ ۱۶ر آدمیوں کو دس دس سال قید کی سزا دی گئی۔

☆ ۲۰ر آدمیوں کو تین تین سال قید کی سزا دی گئی۔

☆ ۳۴ر اَشخاص پر جرمانہ عائد کیا گیا۔

☆ ۳۴ر اَشخاص سے آئندہ پُراَمن رہنے کی ضمانت لی گئی۔

☆ ۷ر آدمی ایسے خوش قسمت تھے کہ اُن کو کوڑے مار کر چھوڑ دیا گیا۔

☆ مضافات کے تین گاؤں نذرِ آتش کر دیے گئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ دیوبند، تھانہ بھون، کیرانہ، کاندھلہ، شاملی، پھلت، کھتولی، جانسٹھ، جھنجھانہ، بڈھانہ، نانوتہ، گنگوہ، منگلور، رُڑکی، اَنبیٹھہ، رائے پور، رام پور (منہیاران)، نگڑ، جو اِس علاقے کے مشہور قصبات ہیں اُن کے خواص وعوام ہم خیال تھے اِس لیے بہت بڑے بڑے حضرات باوجود مسلح مقابلوں کے بچ گئے۔

اَنگریز مخبری کا جال اِس علاقہ میں کامیاب نہیں رہا، شروع سے ہی اِن حضرات نے پوری بیدار مغزی سے کام لیا جبکہ (جلد چہارم ص ۲۷۵ پر) شاندار ماضی میں ''۱۸۵۷ء کے دہلوی مؤرخ شمس العلماء ذکاء اللہ خان کی ایک دلچسپ تحریر'' کے عنوان کے تحت فرمایا گیا ہے، وہ لکھتے ہیں :

''سب سے اَوّل مولوی رحمت اللہ کیرانہ سے اِس ٹوہ میں آئے کہ دہلی میں جہاد کی کیا صورت ہے، وہ بڑے عالم فاضل تھے عیسائی مذہب کے رَد میں صاحبِ تصنیف تھے، وہ قلعہ کے پاس مولوی محمد حیات کی مسجد میں اُترے اِس دانشمند مولوی کے نزدیک دہلی میں جہاد کی کوئی صورت نہ تھی بلکہ ایک ہنگامہ فساد برپا تھا، وہ یہ سمجھ کر اپنے وطن چلا گیا۔''

دَراَصل مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی جو جنت المعلی میں شیخ العرب والعجم حضرت حاجی اِمداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہما کے ساتھ مدفون ہیں، خود ایک جلیل القدر شخصیت اَور عظیم جماعتِ مجاہدین کے نمائندہ تھے۔ مولانا رحمت اللہ اَور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہما دونوں ہی اَنگریز کے پنجۂ اِستبداد سے بچ نکلنے میں بفضلِ اِلٰہی کامیاب ہوگئے۔ مکہ مکرمہ سے ہندوستان میں اُمورِ سیاسیہ کی قیادت فرماتے رہے، مولانا رحمت اللہ نے تو قسطنطنیہ پہنچ کر سلطانِ ترکی کے یہاں اِعتماد بھی حاصل کر لیا تھا۔ اِن حضرات نے اگرچہ اَنگریز سے جہاد بالسیف کیا لیکن پھر بھی بحمد اللہ یہ محفوظ رہے اَور اِن کے ساتھی اَور قائم مقام اَکابر بھی، بظاہر اِس کی وجہ اِن حضرات کا تدبر، حسنِ سیاست و کارگردگی اَور اُس علاقہ کے عوام وخواص کا ہم خیال سمجھدار اَور صاحبِ فراست ہونا تھا۔

شمس العلماء اِن اَکابر کے ساتھ پڑھے ہوئے تھے مگر اَپنی کتاب میں اَندازِ بیان اَجنبیانہ اِختیار کیا۔ دیو بند کے رقبے کا بڑا حصہ سیورغال کے طور پر تھا۔ آئینِ اَکبری میں دیو بند کے دسویں حصہ کو سیورغال بتلایا گیا ہے اِس کے بعد بھی اُس میں مغل بادشاہوں کی طرف سے وقتاً فوقتاً اِضافہ ہوتا رہا ہے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد قیدو بند اَور پھانسی کی سنگین سزاؤں کے علاوہ اُن سب لوگوں کی معافی دوام زمینوں کو بحق سرکار ضبط کر لیا گیا۔ (تاریخ دیو بند ص ۱۸۶)

تجارت پیشہ لوگوں کے علاوہ زمیندار طبقہ کی مرفہ حالی کا اَندازہ اُن عالیشان حویلیوں سے کیا جا سکتا ہے جو اُس دَور میں تعمیر ہوئیں، تاریخ سہارنپور میں لکھا ہے کہ دیو بند کی بیشتر اَراضی معافی دوام تھی

جو مسلمان بادشاہوں، روہیلوں اَور مرہٹوں کے عہدِ حکومت میں دی جا رہی تھی، برطانوی حکومت کے زمانہ میں ضبط ہوکر ''محالِ مضبطہ'' قرار دی گئی۔ (تاریخ دیو بند ص ۲۴۷ نیز بحوالہ تاریخ سہارنپور ص ۱۶۱)

سیورغال کی اِن زمینوں کے ضبط ہوجانے سے شیوخ (عثمانی و صدیقی) کے بہت سے مرفّع حال خاندان نانِ جویں تک کے محتاج ہوگئے۔ اُس وقت اَنگریز حکام کے غیض و غضب کا یہ عالم تھا کہ ع

جسے دیکھا حاکم وقت نے ، کہا یہ بھی قابلِ دَار ہے !

(تاریخ دیو بند ص ۱۸۶)

اِس کے بعد دُوسرا دَور شروع ہوا جس میں اہل اللہ کے ہاتھوں دارُالعلوم دیو بند کی بنیاد پڑی یہ علمی اَور سیاسی مرکز بنا۔ یہیں سے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن اَسیر مالٹا قدس سرہٗ کا وجودِ مسعود ۱۸۵۷ء کے دَور کے بعد سب سے عظیم تر اِنقلابی تھا جس میں اُن کی رُوحانیت کو بڑا دَخل تھا۔ میں نے ۱۹۶۴ء میں اَمیرِ جماعتِ تبلیغ مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ سے سنا کہ

''مسلمانوں کا ایک جگہ اِس طرح جمع ہوجانا کہ جس طرح سب حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں جمع ہوگئے تھے، یہ تو محال ہے اَلبتہ اپنی سی کوشش کی جاسکتی ہے۔''

اِس کے بعد اُن کا خطاب تین گھنٹہ تک جاری رہا جس کے بعد ظہر کی نماز کا وقت قریب آ گیا تھا اُنہوں نے یہ خطاب مدرسہ صولتیہ میں نچلی منزل کے بڑے کمرے میں فرمایا تھا، اُس میں ہندو پاکستان کے چیدہ چیدہ علماء کو بلایا گیا تھا جن کی تعداد بیس بائیس کے قریب تھی، بیٹھ کر ہی خطاب فرمایا تھا، مجھے بھی اَزراہِ شفقت مدعو فرمالیا تھا، مجھے حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کی عظمتِ شان کا اِتنا علم نہ تھا جتنا حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے اُس دِن سنا اَور سن کر محوِ حیرت ہوگیا۔

اس مجلس میں مولانا رحمہ اللہ کے قریب فرانس کے مبلغ بھی بیٹھے تھے مولانا نے اُس روز پورے عالمی حالات پر ہر اِعتبار سے جامع خطاب فرمایا تھا جو حضرات اُس مجلس میں شریک ہوئے اُن

میں جوان اَور عمر رسیدہ علماء سب ہی تھے [۱] اُن حضرات کو شاید اَور بھی باتیں مجھ سے زیادہ یاد ہوں کاش وہ خطاب ٹیپ کرلیا گیا ہوتا۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے پورے اَور مکمل حالات اِس لیے جمع ہی نہیں ہو سکے کہ اَنگریز کی دسترس سے کوئی جگہ محفوظ نہ تھی، اُس کی سلطنت پر سورج ہی غروب نہ ہوتا تھا۔

اُسی سفر میں مدینہ منورہ میں ایک معمر بزرگ مولانا محمد اَلقرشی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ یہ سندھ کے رہنے والے تھے اِن کے صاحبزادے عبداللہ اَلقرشی بڑے قانون دان اَور اَنگریزی زبان سے بھی واقف ہیں گھڑیوں کی دُکان ہے، مولانا محمد اَلقرشیؒ خود تحریکِ شیخ الہندؒ کے ایک کارکن تھے اِسی بنا پر ترکِ وطن کر کے سندھ سے مدینہ منورہ جا بسے۔ اُنہوں نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تحریکِ آزادی ہند پر ایک مفصل کتاب تحریر فرمائی تھی لیکن جب وہاں بھی اَنگریزی تسلط ہوا تو ایسے لوگوں کی خانہ تلاشی لی جانے لگی اَور اُنہیں حکومتِ برطانیہ کے حوالے کیا جانے لگا تو اِسی اَندیشہ سے اُنہوں نے اَپنی اِس ضخیم کتاب کو تلف کر دیا کیونکہ اُن کے بارے میں بھی مخبری کر دی گئی تھی۔ میں نے اُن سے گزارش کی کہ دوبارہ اَب مرتب فرمادیں لیکن وہ اِتنی بڑی اَور مفصل تحریر تھی کہ اُسے دوبارہ مرتب کرنا بے حد مشکل تھا، ممکن ہے اُنہوں نے کچھ مواد مرتب فرمایا ہو مگر مجھے اُس کا پتہ نہیں۔ نہ معلوم اِس طرح کتنے اَکابر تھے جن کی معلومات اُن کے ساتھ ہی رُخصت ہوگئیں، اَنگریز کے آخری دَور میں یہی حال رہا ہے۔

---

[۱] اَحقر بھی اِن مجالس میں کبھی کبھار حضرتؒ کے ہمراہ ہوتا تھا، اُس وقت میری عمر سات آٹھ سال کی تھی۔ حضرت مولانا یوسف صاحبؒ کا خاکہ ذہن میں تا حال محفوظ ہے۔ اِس سفرِ حج میں میری والدہ محترمہ اَور سوا ماہ کی ہمشیرہ عطیہ مرحومہ بھی ہمراہ تھیں۔ اِن ہی ملاقاتوں کے بعد حضرت اَقدسؒ نے اَپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا یوسف صاحب زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکیں گے کیونکہ اَپنے کام کی لگن اَور فکر سے اِن کا دِل جل چکا ہے۔"

چنانچہ اَگلے ہی برس مؤرخہ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ/۲ اپریل ۱۹۶۵ء کو حضرتؒ رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ محمود میاں غفرلہٗ

والد ماجد قدس سرہٗ نے ''اَلجمعیۃ'' کے ''مجاہدِ ملت نمبر'' میں تحریر فرمایا ہے کہ

''آخری دَور تک تمام معلومات رَاز میں رکھی جایا کرتی تھیں، کسی کارروائی کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔''

مجاہد ملت نمبر حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر شائع ہوا تھا۔

''حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے ۱۸ر ربیع الاوّل ۱۳۳۹ھ/ ۳۰ر نومبر ۱۹۴۰ء کو وفات پائی، آپ کو ڈاکٹر اَنصاری مرحوم کی کوٹھی پر جب غسل کے لیے لٹایا گیا تو پیٹھ بالکل سیاہ ہو رہی تھی اَور اُس پر نشانات تھے لوگوں کو حیرت ہوئی کہ یہ کیونکر ہوئے۔ آپ کے اُن رفقاء نے جو اَسارتِ مالٹا میں ساتھ تھے بتلایا کہ یہ نشانات اُن دُرّوں کے ہیں جو اَسارتِ مالٹا میں آپ پر پڑتے رہے۔ اُنہوں نے بتایا کہ شیخ الہندؒ نے ہمیں ہدایت کی تھی کہ میرے سامنے اُن مصائب کا جو مجھ پر ٹوٹ رہے ہیں کبھی ذکر نہ کرنا۔''

(شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مصنفہ ڈاکٹر اِقبال حسن خان پی ایچ ڈی ص ۱۵۳)

حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ کے اِخفا کا یہ حال تھا کہ کتمانِ حسنات [1] طبیعتِ ثانیہ تھا تو ایسی صورت میں اُن کے کارنامے اَور بھی مستور رہے نیز جب وہ اَسارت سے رہا ہوئے تو وہ ہی اَنگریزی دَور تھا اَور تحریک جاری تھی اَور حضرتؒ کے جوشِ جہاد کا وفات تک یہی حال تھا کہ اُسی دِن جس شام کو وفات ہوئی ذرا گفتگو کی قدرت ہوئی تو اِرشاد فرمایا :

''مرنے کا تو کچھ اَفسوس نہیں، تمنا تو یہ تھی کہ میں میدانِ جہاد میں ہوتا اَور اعلائے کلمۃ الحق کے جرم میں میرے ٹکڑے کیے جاتے۔'' (اَیضًا صفحہ ۱۵۳)

کوئی ایسی فضاء اُن کشتگانِ تسلیم و رضا کو میسر نہیں آسکی جہاں سب مل بیٹھتے، مراکز جو خفیہ تھے خفیہ ہی رہے اَور اُن حضرات کی یہ نیکیاں جزاءِ یومِ قیام میں محض رضاءِ ربِ اَنام کے لیے محجوب رہیں [2]

---

[1] اپنی نیکیوں کو چھپائے رکھنا [2] یعنی دُنیا میں اِن کے کارنامے لوگوں پر ظاہر نہ ہوسکے اَلبتہ یہ حجاب اللہ کی رضا کا ذریعہ بنے گا۔ اِنشاء اللہ۔

اُن کے کارناموں کا سراغ تو لگ سکتا ہے مگر تفاصیل جمع ہونی مشکل ہیں۔ باہم ایک دُوسرے سے کیسے رابطہ رہا، بجز خدائے تعالیٰ کے کوئی کیا جانے۔

شَکَرَ اللّٰہُ مَسَاعِیْھِمْ وَ تَغَمَّدَھُمْ بِرَحْمَتِہٖ وَرِضْوَانِہٖ وَاَسْکَنَھُمُ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی مِنْ جَنَانِہٖ آمِیْن .

بہرحال یہ علمی مرکز دارُالعلوم دیوبند کس طرح قائم ہوا جس میں ایسے بزرگ پیدا ہوئے اُس کا کچھ خاکہ اَگلے مضمون میں پیش کیا جائے گا۔

اِس سے قبل مناسب ہے کہ یہاں دیوبند کے اُس دَور کے اُن معروف علماء و بزرگ حضرات کا تذکرہ بھی مختصرًا کر دیا جائے کہ جن کی پیدائش یا عمر کا معتدبہ حصہ تیرھویں صدی میں گزرا ہے کیونکہ یہاں تک دیوبند کے بارھویں صدی کے بزرگوں کا اِجمالاً کچھ ذکر آچکا ہے۔

حضرت مولانا رفیع الدینؒ : (وفات ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء)

حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلویؒ (۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء) کے مشہور خلفاء میں تھے، گو علمی حیثیت بہت معمولی تھی مگر اَپنے زمانے کے اَولیائے کاملین میں اِن کا شمار ہوتا تھا، اِسی کے ساتھ اِنتظامی اُمور کا زبردست ملکہ حاصل تھا عرصہ تک دارُالعلوم کے مہتمم رہے (تقریبًا ۱۹ سال) آپ کے زمانے میں دارُالعلوم نے بڑی ترقی کی، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن آپ سے مجاز تھے، مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اَور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

آپ ہی کا واقعہ ہے کہ جب ۱۳۹۴ھ میں نودَرے کی عمارت کی جو موجودہ عمارتوں میں سب سے پہلی عمارت ہے، بنیاد کھدائی گئی تو آپ نے خواب دیکھا کہ

''اِن نشانات پر تعمیر کی جائے ''

مولانا نے صبح اُٹھ کر دیکھا تو نشانات موجود تھے چنانچہ اُن ہی نشانات پر بنیاد کھدوا کر تعمیر شروع کروائی گئی۔ (تاریخِ دیوبند ص ۶۷ و ص ۳۸۳)

اَور شیخ بلند بختؒ شہیدِ بالاکوٹ آپ ہی کے چچا تھے۔ رحمہم اللہ۔

مُلاّ محمودؒ : (وفات ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۶ء)

علومِ حدیث فقہ کے فاضل اُستاد تھے، میرٹھ کے مطبع ہاشمی میں ملازم تھے۔ چھتہ کی مسجد میں جب اَوّلاً دارُالعلوم قائم ہوا تو اُس کی مدرسی کے لیے حضرت نانوتویؒ کی نظرِ اِنتخاب جن پر پڑی وہ یہی مُلاّ محمود تھے یہ دارُالعلوم کے سب سے پہلے مدرس تھے۔

حضرت شیخ الہندؒ نے چھتہ کی مسجد میں اَنار کے درخت کے نیچے اِن ہی سے پہلا سبق پڑھا تھا۔

حضرت نانوتویؒ کے مندرجہ ذیل اَشعار سے اِن کے علم وفضل کا اَندازہ ہوتا ہے۔

دَر حدیث و فقہ و تفسیر و اُصول
شہرتے کامل بدارد دَر فحول
زیلعی و لوذعی دَریائے علم
منبع خُلق و تواضع کانِ علم
بر زبانش ہست مضمونِ کتاب
ہست تقریرش چو بارِندہ سَحاب

مولانا فصیح الدینؒ :

دہلی میں حضرت مولانا مملوک العلی نانوتویؒ سے تحصیلِ علم کی۔ حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلویؒ (۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء) سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد محکمہ تعلیم سے منسلک ہوگئے محکمہ تعلیم کی فرمائش پر (۱۲۸۴ھ/ ۱۸۶۶ء) میں ضلع سہارنپور کا جغرافیہ لکھا جو اُس ضلع کا غالبًا سب سے پہلا جغرافیہ ہے کہ ''اَٹھارہ سو چھیاسٹھ سن'' کے اعداد سے اِس کی ہجری تاریخ بھی نکلتی ہے۔ مولانا فصیح الدینؒ دارُالعلوم کے معاون رہے، مدرسہ کو کتابیں بھی دیتے رہے۔ ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۷ء میں وفات پائی۔

حافظ لطافت علیؒ : (۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء)

مجذوب صفت بزرگ تھے۔آپ کی سوانحِ حیات تذکرہ حافظ کے نام سے اَلگ لکھی گئی ہے۔ سہارنپور کے قریب شیخپورہ میں مدفون ہیں۔

المولوی عظمت علیؒ : (وفات ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء)

حافظ لطافت علیؒ سے خلافت حاصل تھی ، یہ بھی مجذوب صفت تھے، دارُالعلوم سے متصل جانبِ شمال اِن کا مزار ہے۔

مولانا ذوالفقارعلیؒ :

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب عثمانی نور اللہ مرقدہٗ کے والد ماجد تھے، ۱۲۳۷ھ میں پیدا ہوئے ، دہلی کالج میں حضرت مولانا مملوک العلی نانوتویؒ (وفات ۱۲۶۷ھ/ ۱۸۵۱ء) سے پڑھا فراغت کے بعد بریلی کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے ، چندسال کے بعد محکمہ تعلیم میں ڈپٹی اِنسپکٹر ہوگئے، عربی زبان واَدب پر بڑی دَسترس تھی ، دیوانِ حماسہ، دیوانِ متنبّی، سبعہ معلّقہ اَور قصیدہ بانت سعاد اَور قصیدہ بردہ کی شروح تحریر فرمائی ہیں، معانی وبیان میں تذکرۃ البلاغۃ اَور ریاضی میں تسہیل الحساب اِن کی یادگار ہیں۔

۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء میں عربی زبان میں ایک مختصر رسالہ اَلْھَدِیَّۃُ السَّنِیَّۃُ فِیْ ذِکْرِ الْمَدْرَسَۃِ الْاِسْلَامِیَّۃِ الدِّیُوْبَنْدِیَّۃِ کے نام سے لکھا ہے جس میں بزرگانِ دارُالعلوم کے اَوصاف وکمالات اَور سرزمینِ دیوبند کی خصوصیات بڑے لطیف اَور اَدیبانہ اَنداز میں تحریر فرماتے ہیں۔

مولانا ذوالفقار علی رحمۃ اللہ علیہ پینشن پانے کے بعد آنریری مجسٹریٹ رہے، دارُالعلوم دیوبند کے اَوّلین بانیوں میں سے تھے چالیس سال تک دارُالعلوم کی مجلس شوریٰ کے رُکن رہے۔

۱۳۲۲ھ/ ۱۹۰۴ء میں بعمر ۸۵ سال وفات پائی، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کے پہلو میں جانبِ مشرق اِن کی قبر مبارک ہے، اِن کی بائیں جانب مولانا محمد اَحسن نانوتویؒ مدفون ہیں۔

اِسی پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن عثمانیؒ نے یہ شعر کہا ہے ؎

ہاں بخُسپ آسودہ تر
مابینِ دو یارانِ خویش
قاسمِ بزمِ مودّت
احسنِ شائستہ خُو

جنابِ حاجی سیّد محمد اَنور[1] رحمۃ اللہ علیہ :

حاجی محمد عابد مہتمم اَوّل دارُالعلوم دیوبند کے رشتہ دار اَور اُن کے خلیفہ بھی تھے، سال پیدائش ۱۲۵۰ھ ہے، ۲۰ / جمادی الاوّل ۱۳۱۲ھ / ۱۹ / نومبر ۱۸۹۴ء میں آپ نے وفات پائی، سرائے پیرزادگان میں آپ کا مزار ہے، آپ کے بارے میں حضرت اَقدس مولانا شاہ اَشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ اِرشاد فرماتے ہیں :

---

[1] اِن کی شہرت و مقبولیت کا اَندازہ اِس سے لگائیں کہ اِن کی وفات پر تاریخ وفات نظم کرنے والے ہندوستان بھر کے مختلف مقامات کے بڑے بڑے حضرات ہیں۔ ایک سو پچیس شعراء و علماء واَکابر نے بلکہ غیر مسلموں نے بھی کلامِ منظوم میں تاریخ وفات لکھی ہے جن میں مولانا عبدالعلیم صاحب مبارک پوری، مولانا عبدالجبار صاحب پروفیسر عربیک کالج جبل پور، مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ دیوبندی رُکن شوریٰ دارُالعلوم دیوبند، محدث عصر حضرت مولانا ظہیر اَحسن صاحب، شوق نیموی، عظیم آبادی، شاہزادہ مرزا میندہ بخت بہادر تیمور گورگانی، اِبن السلطان اَبوالمظفر، سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ نوراللہ مرقدہٗ، مولانا مولوی اَصغر علی صاحب، رُوحی ایم اَوایل پروفیسر اِسلامیہ کالج لاہور، مولانا عبدالرحمٰن صاحب بقا غازی پوری، مولانا اَبوالخیر مظہرِ عالم وجہ السلام محمد صفی الدین، قصبہ مونگیر ضلع دَربھنگہ، ملک الشعراء اَمیر مینائی لکھنوئیؒ، محمد اَفضل علی خاں صاحب بہادر، اَفضل شوکت جنگ لکھنوی، نواب کنور اِعتماد خان صاحب بہادر سعد آباد، مہاراجہ سری جیت پرتاب بہادر والیٔ رِیاست تمکوہی، راجہ محمد اَمیر حسن صاحب والیٔ رِیاست محمود آباد داخل ہیں۔ اِن کے علاوہ بکثرت حضرات بمبئی، کلکتہ، اَمرتسر وغیرہ سب اَطراف کے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ اِن کے اَثرات ہندوستان بھر میں پھیلے ہوئے تھے، ملاحظہ فرمائیں ملفوظاتِ اَنوری مصنفہ اِکرام علی صاحب، مطبوعہ ۱۳۱۵ھ مطبع مجتبائی دہلی۔

''حضرت حاجی اَنور صاحب دیوبندیؒ خلیفہ حضرت حاجی سیّد محمد عابد صاحب دیوبندیؒ بھی بڑے صاحبِ نسبت بزرگ تھے بلکہ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ اَپنے شیخ سے بھی بڑے ہوئے ہیں۔ حج سے واپس آنے کے بعد اُن کے اُوپر ایک ایسی حالت طاری ہوئی جس سے لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ جنون ہو گیا ہے، اَپنی چیزیں لوگوں کو مفت دے ڈالتے کھانے بکثرت پکوا کر تقسیمِ عام کراتے اَور ہر وقت ایک سُکر کی سی کیفیت غالب رہتی۔ اُس زمانہ میں حضرت والا[1] اِتفاق سے دیوبند تشریف لائے تو عیادت کے لیے پہنچے، حاجی صاحبؒ نے حضرت والا سے خلوت میں فرمایا کہ میں آپ سے ایک بات کہتا ہوں جو میں نے اَب تک کسی سے ظاہر نہیں کی لیکن اَب آپ اُس کو میری زندگی میں کسی پر ظاہر نہ کریں، وہ بات یہ ہے کہ میں نے حرم شریف میں بعض اَنبیاء علیہم السلام کی بیداری میں زیارت کی ہے یہ جو میری حالت ہے یہ اُنہیں حضرات کی نظر کا اَثر ہے۔

حضرت والا سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا تنہائی میں کوئی خاص بات فرمائی ہے؟ حضرت والا نے سچی بات فرمادی کہ ہاں ایک خاص بات تو فرمائی ہے لیکن مجھے ممانعت فرمادی ہے کہ میری زندگی میں کسی پر ظاہر نہ کرنا اِس لیے میں اُس کو ظاہر نہیں کر سکتا۔ حضرت والا نے حسبِ وصیت حاجی صاحب کی زندگی میں کسی پر وہ بات ظاہر نہ فرمائی اَلبتہ بعد وفات اِخفاء کا اہتمام نہیں فرمایا۔

اِس واقعہ سے بخوبی ظاہر ہے کہ حاجی صاحبؒ نے اَپنے اِس خاص رازِ باطنی کا اہل صرف حضرت والا کو سمجھا اَور کسی پر اُس کا اِظہار نہ فرمایا بلکہ حضرت والا کو بھی اُس کے اِظہار سے ممانعت فرمادی۔''

(اَشرف السوانح ص ۱۴۹ تا ۱۵۱ باب دوازدہم مطبوعہ کتب خانہ اَشرفیہ دہلی)

---

[1] حضرت اَقدس مولانا شاہ اَشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ

سیّد محمد حسن نبیرہ سیّد غلام رسول بغدادی رحمۃ اللہ علیہما :

سیّد محمد حسن ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء میں پیدا ہوئے، آپ سیّد غلام رسول صاحب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہوتے ہیں اَور دیو بند کے مشہور بزرگ سیّد محمد عبداللہ صاحب عرف ۱؎ میاں جی منے شاہ صاحب آپکے ماموں ہوتے ہیں۔ میاں جی منے شاہ صاحبؒ کے خاندانی حالات اَور شجرہ نسب کا پتہ نہیں چل سکا۔

یہ بزرگ اَولیاءِ کاملین میں سے تھے اِن کے زمانے کے تمام بزرگ اِن کی دَرویشی اَور بزرگی کا بہت لحاظ رکھتے تھے چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے دارُالعلوم کی موجودہ عمارت کا سنگِ بنیاد جن حضرات سے رکھوایا اُن میں میاں جی بھی شامل تھے، فارسی کے نہایت باکمال اُستاد تھے، قلعہ کی مسجد میں اِن کا مکتب جاری تھا، اللہ تعالیٰ نے اِن کی تعلیم میں بڑی برکت دی تھی، شاگردوں میں

۱؎ ایک بار دَورانِ درس حضرت اَقدس مدنی قدس سرہٗ نے میاں جی منے شاہ صاحبؒ کا واقعہ نقل فرمایا کہ لکھنو کی طرف سے ایک معروف عالم دیو بند تشریف لائے تو میاں جی صاحب اُن کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آئے، نیت باندھی اَور تھوڑی دیر بعد نیت توڑ کر چلے گئے کہ اِمام صاحب تو اینٹوں کے بھٹے میں گئے ہوئے ہیں، دریافت کرنے پر اُن عالم نے بتلایا کہ میں گھر اینٹوں کے عمارت کے واسطے کہہ آیا تھا، مجھے نماز میں اُن کا خیال آیا تھا۔ میاں جی منے شاہ صاحبؒ کے ایسے واقعات بہت مشہور ہیں۔

اَور حضرت میاں اَصغر حسین صاحبؒ کے بھی اِسی طرح کشف و کرامات کے واقعات، جنات کے واقعات اَور اُن کے مؤثر تعویذات بہت مشہور ہیں۔ جن حضرات نے دیو بند میں تعلیم حاصل کی ہے اَور حضرت میاں صاحب کا شرفِ تلمذ حاصل ہوا ہے وہ سب جانتے ہیں۔ حضرت اَقدس مولانا السیّد اَصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ عرف میاں صاحب (اِبن جناب سیّد محمد حسن صاحبؒ) پیدائش: ۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء وفات: ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء نے حضرت شیخ الہندؒ سے حدیث و تفسیر پڑھی، دارُالعلوم میں حدیث و تفسیر کا دَرس دیتے تھے، اُردو زبان میں پینتیس کتابیں تصنیف فرمائیں، یہ کتابیں عوام و خواص میں بہت مقبول ہیں، گجرات کے علاقہ راندیر میں وفات پائی اَور وہیں مدفون ہیں۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ (اَز تاریخ دیو بند)

حضرت مولانا اَختر حسین صاحب مدرسِ علیا دارُالعلوم دیو بند ہیں اَور اِن کے دُوسرے بھائی حضرت حاجی بلال صاحب تعویذات میں وہبی ملکہ وقوت رکھتے ہیں۔ کَثَّرَ اللّٰہُ اَمْثَالَھُمْ (حامد میاں غفرلہٗ)

ہندو مسلمان سب شامل تھے۔ میانجی منے شاہؒ نے ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۴ء میں وفات پائی، بندگی شاہ محمد عمرؒ کے قبرستان میں مزار ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن عثمانیؒ: (وفات ۱۳۲۵ھ۔۱۹۰۷ء)

دارُالعلوم دیوبند کے بانیوں میں سے تھے مجلسِ شوریٰ کے آخر عمر تک رُکن رہے۔ دہلی کالج میں تعلیم حاصل کی تھی، فارسی اَور اُردو کے بلند پایہ شاعر تھے۔

خانقاہ و مدرسہ سرائے پیرزادگان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے طلباء اَور رُوحانی مستفیضین کی تعداد کی کثرت کی بنا پر اُس کے نام اَوقاف تھے لیکن ایک حادثہ عظیمہ کے بعد اِس کا احیاء [1] نہ ہوسکا تھا اِس کے بعد آخری زمانہ میں دیوبند میں قدیم طرز کے صرف تین مدرسوں کا پتہ چلتا ہے۔ ایک مدرسہ مولوی مہتاب علی [2] کا تھا حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہٗ کی عربی تعلیم کا آغاز اِسی مکتب سے ہوا تھا۔ دُوسرا مدرسہ میاں جی اِمام علی کا تھا جو اِمام بخش صہبائی کے شاگرد تھے اَور تیسرے مدرسہ میں جو بحال سنگھ مصر رئیس دیوبند کے مکان پر جاری تھا، دیوبند کے مشہور بزرگ میاں جی منے شاہ پڑھاتے تھے۔ اِن مدرسوں میں مسلمانوں کے ساتھ ہندو بچے بھی پڑھا کرتے تھے۔

فَقَطْ هٰهُنَا تَمَّ مِنَّا الْكَلَامُ عَلٰى مُصْطَفٰنَا اَلُوْفُ السَّلَامُ

خودی کو کر بلند اِتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

۞ ۞ ۞

---

[1] اَب سیّد اِبراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی اَولاد سرائے سے شہر میں آباد ہو چکی ہے، صرف دو ایک گھر باقی رہ گئے ہیں، وہ بھی خستہ حال اَور روایاتِ سلف سے عاری۔

[2] مولانا مہتاب علی صاحب (وفات ۱۲۹۳ھ) مولانا ذوالفقار علی کے بڑے بھائی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے تایا جان تھے۔ تیرھویں صدی ہجری کے اَوائل میں دیوبند کے رئیس شیخ کرامت حسین کے دیوان خانہ میں جو مدرسہ قائم تھا اُس میں عربی پڑھاتے تھے، دارُالعلوم قائم کرنے کے لیے پہلا چندہ حاجی محمد عابد صاحب کا تھا اَور دُوسرا چندہ اِن ہی مولانا مہتاب علی صاحبؒ نے دیا۔ قیامِ دارُالعلوم کے بعد اُس کی مجلسِ شوریٰ کے رُکن قرار پائے۔

ایک تاریخی واقعہ

بندہ گزشتہ ماہ پشاور کے سفر پر تھا حیات آباد میں لکی مروت کے حاجی اَمان اللہ خان صاحب مدظلہم نے اَپنے داماد خالد خان صاحب کی رہائشگاہ پر ایک تاریخی واقعہ سنایا میری درخواست پر حاجی صاحب نے فاضل جامعہ مدنیہ جدید مولانا اِنعام اللہ خان صاحب کو اِملا کرواکر آخر میں اَپنے دستخط بھی ثبت فرمادیے، فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرًا . اِس کی عمومی اِفادیت اَور اہمیت کے پیش ِنظر قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ محمود میاں غفرلہٗ

۱۹۷۳ء میں چار ماہ تبلیغ میں لگانے کی غرض سے ہم رائے ونڈ تشریف لے گئے رائیونڈ والوں نے چار ماہ کی آخری تشکیل بہاولپور کے علاقے میں کردی۔ ہمارے اُوپر میاں جی موسٰی صاحب میواتی ذمہ دار بنادیا۔ میاں جی موسٰی صاحب نے مجھ (اَمان اللہ) سے کہا کہ میں نے ایک چلّہ حضرت مولانا اِلیاس صاحبؒ کے ساتھ لگایا تھا حضرت مولانا اِلیاس صاحبؒ نے مجھے کہا کہ

''میاں جی موسٰی صاحب میں آپ کو ایک راز کی بات بتادیتا ہوں۔ میاں جی موسٰی صاحب نے مجھے (اَمان اللہ) کہا کہ چونکہ آپ کی عقیدت اَور محبت حضرت مولانا حسین اَحمد مدنیؒ کے ساتھ ہے اِس لیے میں آپ کو یہ راز کی بات بتادیتا ہوں کہ اَصل میں سلسلہ تبلیغی تحریک جو ہم نے شروع کررکھا ہے یہ ہمارا حضرت مولانا حسین اَحمد مدنی صاحبؒ کے ساتھ تعاون اَور اِمداد ہے اِس لیے کہ ہندوستان کے مسلمان اَپنے دین سے اَور اِسلام سے بالکل ناواقف ہیں اَور ہندو کے رہن سہن اَور طور طریقے اَور لباس اِختیار کرچکے ہیں کلمہ نماز اَور اَحکاماتِ دین سے ناواقف ہیں اللہ تعالیٰ کے حکموں سے اَور سنتِ رسول ﷺ سے ناواقفیت کی وجہ سے اَنگریزوں کے خلاف اَور اِسلام کے لیے کس طرح قربانی دے سکتے ہیں ؟ ہماری اِس تحریک

کی وجہ سے اللہ کے حکموں اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے واقفیت کی وجہ سے ہمارے کہے بغیر حضرت حسین احمد مدنی صاحبؒ کی تحریک میں خود بخود شامل ہوجائیں گے اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی صاحبؒ کی تحریک کامیاب ہوجائے گی اور انگریز ہندوستان سے نکل جائیں گے اور انگریز کی غلامی سے ہندوستان کو نجات مِل جائی گی۔''

جب میں نے چار ماہ لگا لیے تو میں نے لاہور میں ہمارے بڑے حضرت مولانا حامد میاں صاحبؒ کے پاس آ کر میاں جی موسیٰ صاحب والا قصہ عرض کیا۔ حضرت جی صاحب نے فرمایا کہ

میاں جی موسیٰ صاحب نے بالکل صحیح بات فرمائی ہے۔

امان اللہ خان بقلمِ خود

لکی مروت گاؤں لنڈیوہ

۱۱/۱۲/۲۰۱۲

شکستہ اُردو پر مشتمل حاجی صاحب کی تحریر کا عکس

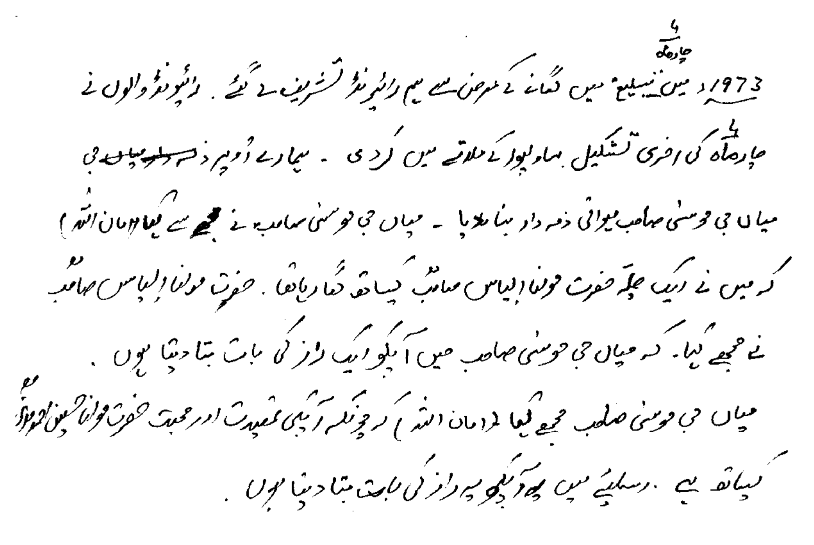
1973ء میں تبلیغ میں چار ماہ لگانے کے سلسلے میں ہم رائیونڈ تشریف لے گئے۔ رائیونڈ والوں نے
چار ماہ کی ہماری تشکیل بہاولپور کے علاقے میں کر دی۔ ہمارے اوپر ذمہ ~~[illegible]~~ جی
میاں جی موسیٰ صاحب میواتی ذمہ دار بنا دیا۔ میاں جی موسیٰ صاحب نے مجھ سے کہا (امان اللہ)
کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے ساتھ کام کیا تھا۔ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ
نے مجھے کہا کہ میاں جی موسیٰ صاحب میں آپ کو ایک راز کی بات بتا دیتا ہوں۔
میاں جی موسیٰ صاحب مجھے کہا (امان اللہ) کہ چونکہ آپ کی عقیدت اور محبت حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ
کے ساتھ ہے۔ اس لیے میں بھی آپ کو یہ راز کی بات بتا دیتا ہوں۔

کہ اصل میں سلسلہ تبلیغی تحریک جو ہم نے شروع کر رکھا ہے ۔ یہ ہمارا
حضرت مولنا حسین احمد مدنی صاحبؒ کیساتھ تعاون اور امداد ہے ۔
اس لیئے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنے دین سے اور اسلام سے کہ بالکل ناواقف ہے
اور ہندو کے رسم رسمیں اور طور طریقے اور لباس اختیار کر لیئے ہیں ۔
کلمہ نماز روزہ تعلیمات دین سے ناواقف ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے اور سنت رسول ﷺ
سے ناواقفیت کیوجہ سے انگریزوں کے خلاف اور اسلام کے لیئے کس طرح
قربانیاں دے سکتے ہیں ۔ ہمارے اس تحریک کی وجہ سے اللہ کے حکموں اور رسول ﷺ کے
سنتوں سے واقفیت کیوجہ سے ہمارے کہنے بغیر حضرت حسین احمد مدنی صاحب کی
تحریک میں خود بخود شامل ہو جائیں گے ۔ اور حضرت مولنا حسین احمد مدنی صاحب
کی تحریک کامیاب ہو جائیگی ۔ اور انگریز ہندوستان سے نکل جائیں گے ۔
اور انگریز کی غلامی سے ہندوستان کو نجات حاصل ہو جائیگی ۔

جب میں نے چار ماہ لگا لیئے ۔ تو میں لاہور میں ہمارے بڑے
حضرت مولنا حامد میاں صاحبؒ کے پاس آ کر میاں جی موسیٰ صاحب والی قصہ
عرض کی ۔ حضرت جی صاحب نے فرمایا ۔ کہ میاں جی موسیٰ صاحب نے بالکل
صحیح بات فرمائی ہے ۔ احقر امان اللہ صاحب لکی مروت ٹاؤن [illegible]
۱۱/۱۲/۰۱۲ امان اللہ [illegible]

قسط : ۳۱

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری ﴾

فاضل دارُالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی

✡ ✡ ✡

رُویاءِ صالحہ :

چونکہ میں گزشتہ سطور میں چند جگہ رُویاءِ صالحہ کا تذکرہ کر چکا ہوں ممکن ہے کہ کسی کے قلب میں یہ بات پیدا ہو کہ میں حضرت شیخ الاسلام کے مقاماتِ عالیہ کے سلسلے میں رُویاءِ صالحہ سے بہت زیادہ اِستدلال کرتا ہوں سو معلوم ہونا چاہیے کہ اَگرچہ بظاہر میرا اِستدلال رُویاءِ صالحہ سے رہا ہے لیکن بالواسطہ آنحضرت ﷺ کے اِرشادِ گرامی سے ہے۔

آقائے نامدار رسول اللہ ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں :

(۱) اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَکَدْ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ تَکْذِبُ وَاَصْدَقُھُمْ رُؤْیَا اَصْدَقُھُمْ حَدِیْثًا وَرُؤْیَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّةِ وَالرُّؤْیَا ثَلَاثٌ : فَالرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ بُشْرٰی مِنَ اللّٰہِ ، وَالرُّؤْیَا مِنْ تَحْزِیْنِ الشَّیْطَانِ، وَالرُّؤْیَا مِمَّا یُحَدِّثُ بِھَا الرَّجُلُ نَفْسَہٗ الخ رواہ الشیخان والترمذی واَبو داوٗد ھٰکذا فی جمع الفوائد فی کتاب تعبیر الرؤیاء.

(سُنن ترمذی اَبواب الرُؤیا رقم الحدیث ۲۲۷۰)

''جب قیامت کا زمانہ قریب آئے گا تو مسلم کی خوابیں عمومًا سچی اُتریں گی اَور تم میں سچی خوابیں سچے لوگوں کی ہوں گی اَور مسلم کی خوابیں چھیالیسواں حصہ نبوت کا

ہے۔اَور خوابیں تین قسم کی ہوتی ہیں : رُویاءِ صالحہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بشارت ہے اَور حزن و مَلال پیدا کرنے والی خوابیں شیطان کی جانب سے ہوتی ہیں اَور ایک خواب حدیثِ نفس ہوتی ہے۔''

(۲) اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ الخ (رواہ اصحاب السنن الا النسائی)

'' رُویاءِ صالحہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے اَور اَضغاثِ اَحلام شیطان کی جانب سے۔''

(۳) لَمْ یَبْقَ بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ الخ . (رواہ البخاری ومالک وابوداؤد)

''میرے بعد نبوت میں سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہ رہے گا۔صحابہؓ نے سوال کیا مبشرات کیا ہیں ؟ اِرشاد فرمایا رُویاءِ صالحہ۔''

(۴) مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ .

''جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے مجھ ہی کو دیکھا اِس لیے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔''

اَب ہم آپ کے سامنے اُن رُویاءِ صالحہ کو پیش کرتے ہیں جو حضرتؒ کے وصال سے قبل یا بعد حضرتؒ کے متعلق مختلف حضرات نے دیکھی ہیں جن سے حضرتؒ کے مرتبۂ عالیہ کا پتہ چلتا ہے کہ آپؒ کتنے بڑے مقام کے مالک ہیں۔

(۱) وصال سے کچھ عرصہ پہلے راقم الحروف نے خواب میں دیکھا کہ مدینہ منورہ حاضر ہوں، حضورِ اَقدس ﷺ کے مزارِ مقدس کے قریب ایک تخت بچھا ہوا ہے اَور اِس کے گرد بہت سے اَولیاء اللہ، کچھ بیٹھے ہیں اَور کچھ کھڑے ہیں گویا کسی کا اِنتظار کر رہے ہیں۔میں نے اُن میں سے کسی سے سوال کیا اِس جلسہ کی صدارت کون صاحب فرمائیں گے ؟ تو اُسی مجمع میں سے کسی نے جواب دیا کہ

''مولانا حسین اَحمد صاحب مدنی اِس جلسہ کی صدارت فرمائیں گے اُن ہی کا اِنتظار ہے۔''

(۲) جس شب میں حضرت ؒ کو سپرد ِخاک کیا تھا اُس کے اَگلے دِن جمعہ کی نماز پڑھ کر راقم الحروف سو گیا خواب میں دیکھا کہ کوئی صاحب فرمارہے ہیں کہ کیا تم لوگ مولانا کو مردہ سمجھتے ہو جو اِتنا روتے ہو اَور یہ آیت تلاوت فرمائی :

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

(سُورۂ بقرہ آیت ۵۴)

''جو حضرات اللہ تعالیٰ کے راستے میں مقتول ہو گئے ہیں اُن کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تم کو شعور نہیں ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ حضرتؒ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی تیغ عشق کے شہید ہیں۔

(۳) ایک صاحب نے حضرتؒ کے مزارِ مقدس کے قریب مراقبہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان پر خوشنما بدلیاں منڈلا رہی ہیں اَور ہلکی ہلکی پھواریں پڑ رہی ہیں خود مزارِ مقدس پر ایک خوشنما اَور بہت بڑا فوارہ ہے کہ جس سے پانی گر رہا ہے اَور ساتھ ہی یہ صدا بھی آرہی ہے :

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ . (سُورة الفجر)

''میرے بندوں میں داخل ہو، جنت میں داخل ہو۔''

(۴) ماسٹر سیّد اَحمد شاہ صاحب حضرتؒ کے مجاز ہیں آپ ایک صاحب کا (جو کہ حضرتؒ کے مجاز ہیں، خواب نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد ِنبوی میں اَولیاء اللہ کی ایک بڑی جماعت موجود ہے اُس کے دَرمیان حضرت شیخ الاسلام ؒ بھی موجود ہیں۔

(۵) ماسٹر سیّد اَحمد شاہ صاحب ایک دُوسرے صاحب کا خواب نقل کرتے ہیں اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ؒ کا اَعمال نامہ اِتنا بڑا ہے کہ اُس کا ایک سرا زمین پر ہے اَور دُوسرا سرا آسمان پر، لیکن اُس میں جا بجا خون کے دَھبے ہیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ نے اِس خواب کی تعبیر دی کہ یہ خون کے نشانات حضرتؒ کے مجاہدات اَور قربانیاں ہیں۔

(۶) مولانا جمیل اَختر صاحب مظفر پوری فرماتے ہیں کہ جس دِن حضرت کا وصال ہونے والا تھا اُس رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ مسجدِ ناخدا میں بہت ہجوم ہے اِتنے ہی میں مسجد کی سب سے بڑی بتی گُل ہوگئی۔

(۷) مولانا اَحمد علی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کے حادثۂ فاجعہ سے سات دِن پہلے ایک خواب دیکھا کہ ایک مختصر سا حجرہ ہے اُس میں حضور ﷺ چوکی پر چت لیٹے ہیں اِتنے میں ایک صاحب مسئلہ دریافت کرنے آئے، میں چونکہ دروازہ پر نگرانی کررہا تھا اِس لیے میں نے جواب دیا کہ اِس وقت تو حضور ﷺ آرام فرمارہے ہیں پھر آنا۔ اُس نے اَپنا سوال کچھ دیر ٹھہر کر پھر دوہرایا۔ اِس پر میں نے اُن سے کہا آپ بھی عجیب ہیں مسئلہ پوچھنے پر بضد ہیں اَور حضور ﷺ کے آرام کا مطلق خیال نہیں۔ اِسی اثنا میں ایک صاحب اَور آگئے میں اُن سے باتوں میں لگ گیا تو پہلے صاحب میرے بغل سے نکلے اَور حضور ﷺ کے قریب پہنچ گئے یہ دیکھ کر میں اَندر گیا تو دیکھا کہ حضور ﷺ کے بجائے حضرت ہیں اَور چہرہ پر مردنی کے آثار ہیں۔

تم نے اُن کو جانا تو کیا جانا
تم سے اچھا نہ جاننے والا

اِن مبشرات کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ خواب کیا چیز ہے ؟

دَراصل عالمِ مثال کو مثالی صورت میں دیکھنے والے کے سامنے پیش کردیا جاتا ہے، وہاں ہر چیز کی ایک صورت مثالی ہوتی ہے جو حسبِ اِستعداد دیکھنے والے پر منکشف ہوجاتی ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کی سوءِ ذہنی اَور دماغ و معدہ کی خرابی کی وجہ سے اِس میں کچھ تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے۔ صاحبِ قلب معبّر اِن چیزوں کو سامنے رکھتا ہے اَور حسبِ حال تعبیر دیتا ہے۔

بہرحال ہمارے لیے اِس قسم کی بشارتیں کافی تسلی بخش ہیں۔ یقینًا حضرت شیخ الاسلام اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تھے وہ آج بھی قربِ باری تعالیٰ کے اُونچے مقامات پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اَور سب مسلمانوں کو اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔ ☆☆

قسط : ١٧

پردہ کے اَحکام

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانوی ﴾

فصل : مروجہ پردہ کا ثبوت

فتنہ اَور شہوت سے محفوظ آدمی کا جوان عورت سے گفتگو کرنے اَور چہرہ دیکھنے کا شرعی حکم :

سوال : کسی سلیم الفطرت شہوت سے محفوظ جوان آدمی کا کسی غیر محرم خوبصورت جوان عورت سے بلاضرورتِ شدیدہ کے گفتگو کرنا اَور گفتگو کرتے وقت بلاشہوت اُس کے چہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے یا نہیں ؟ جائز نہ ہونے کی صورت میں شرعی دلائل کیا ہیں ؟ یہ بات بھی پیش ِنظر رہے کہ بعض صحابیات کھلے چہرے کے ساتھ حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہوتی تھیں اَور خاکسار کو اِس بات کا کوئی ثبوت نہیں مِلا کہ حضور ﷺ نے کبھی اُنہیں پردہ کا حکم دیا ہو۔

اَلجواب : سلیم الفطرت نیک دِل پاکباز مرد کو بھی اَجنبی جوان عورت سے بغیر سخت مجبوری کے بات چیت کرنا اَور بغیر شہوت اَور بغیر بری نیت کے اُس کے چہرہ کی طرف دیکھنا جائز نہیں۔

اَور یہ کہیں ثابت نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عورتوں کا رسول اللہ ﷺ کے سامنے چہرہ کھولنا بلاضرورت کے نہ تھا بلکہ ظاہر یہ ہے کہ ضرورت کی وجہ سے تھا پھر ضرورت کی حالت میں حضور ﷺ اُن کو کیسے منع فرماتے خصوصًا جبکہ آپ شرعی حکم کو عام طور پر اَپنے اِرشادات میں ظاہر بھی فرما چکے ہیں تو اِس کے بعد بعض عورتوں کا چہرہ کھول کر آپ ﷺ کے سامنے آنا یقینًا ضرورت کی وجہ سے تھا۔

اَور یہ بات بھی ثابت نہیں کہ حضور ﷺ اُن کی طرف قصدًا نظر فرماتے تھے اَور نہ یہ ثابت ہے کہ اُس وقت بے پردگی کی عام طور پر عادت تھی۔

چنانچہ اَحادیث ملاحظہ ہوں :

☆ حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم کو اِس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ عید کے دِن حیض والی عورتوں اَور پردہ میں بیٹھنے والیوں کو بھی عیدگاہ لے جائیں۔(بخاری و مسلم)

اِس میں ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ کا لفظ جس کے معنٰی ''پردہ میں بیٹھنے والیاں ہیں'' اِس دعوی کو ثابت کررہا ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں بے پردگی کی عام عادت نہ تھی۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے ایک خط دینے کو رسول اللہ ﷺ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔(بخاری و نسائی)

اِس میں عورتوں کو خود رسول اللہ ﷺ سے تیسرے درجہ کا گہرا پردہ کرنا مذکور ہے۔

☆ اَبوالسائب اَبوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک نوجوان صحابی کے قصہ میں جس کی شادی کو کچھ ہی دِن گزرے تھے روایت کرتے ہیں کہ وہ نوجوان حضور ﷺ سے اِجازت لے کر اَپنے گھر گیا تو اُس کی بیوی دَروازہ پر کواڑوں کے بیچ میں کھڑی ہوئی تھی۔نوجوان نے اپنا نیزہ اُس کی طرف سیدھا کیا تاکہ اُس پر حملہ کرے اَور غیرت کے جوش سے بے تاب ہوگیا۔(مسلم شریف)

اِس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ پردہ کی رسم اُس زمانے کے لوگوں کی طبیعتوں میں ایسی جمی ہوئی تھی کہ نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ دَروازہ پر اپنی بیوی کو کھڑی دیکھ کر طیش (غصہ) سے بے تاب ہوگئے۔

☆ اَور قصۂ اِفک میں جس میں منافقوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹا بہتان لگایا تھا صحابہ کا خالی ہودَج کا اُونٹ پر باندھ دینا اَور یہ خیال کرنا کہ اِس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہیں، نہایت مضبوط تائید ہے اُس وقت کی ڈولی کی اَور بی بی کے نہ بولنے کی۔(ورنہ ہودَج باندھنے والوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خاموشی سے شبہ ہوتا کہ شاید ہودَج خالی ہو)

اِن سب اَحادیث میں صاف تصریح ہے کہ اُس زمانے میں ایسا ہی پردہ تھا جیسا کہ آج کل ہمارے اَطراف کے شرفاء کی عورتوں میں رواج ہے۔(ثبات الستورمع شرح وتسہیل ص ۲۷،۲۸،۲۹)

(جاری ہے)

قسط : ۱۳

سیرت خلفائے راشدینؓ

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنویؒ ﴾

خلیفہ رسول اللہ حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت اَبوبکر صدیقؓ کے فضائل کی چند آیات واَحادیث :

قرآنِ مجید میں کچھ آیتیں تو وہ ہیں جن میں بالعموم صحابۂ کرامؓ یا مہاجرین واَنصار کی مدح کی گئی ہے، اِن آیات کے عموم میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا داخل ہونا یقینی ہے اَور کچھ آیتیں وہ ہیں جن میں خلفائے راشدینؓ کی خلافت کا بیان اَور اُن کے فضائل کا تذکرہ ہے، اِن آیات کے بھی اَوّلین مصداق حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اَور کچھ آیتیں وہ ہیں جن میں خصوصیت کے ساتھ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل کا تذکرہ ہے، اِس مقام پر اِسی تیسری قسم کے چند آیتوں کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

آیات :

(۱) آیتِ غار جس میں حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفرِ ہجرت میں رفاقت اَور اُن کی بے نظیر فضیلت کا بیان ہے۔ اِس آیت کی تفسیر بھی ایک مستقل رسالے میں شائع ہو چکی ہے جس کا نام ''تفسیر آیاتِ مدح مہاجرین'' ہے۔

(۲) آیتِ قتالِ مرتدین جس میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اَور اُن کے فرمانبرداروں کو خدا نے اَپنا محبّ اَور محبوب فرمایا کہ وہ مسلمانوں پر نرم اَور کافروں پر سخت ہیں اَور راہِ خدا میں جہاد کرتے ہیں اَور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔ اِس آیت کی تفسیر بھی ایک مستقل رسالے میں شائع ہو چکی ہے جس کا نام ''تفسیر قتالِ مرتدین'' ہے۔

(۳) وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى اَور بچایا جائے گا دوزخ کی آگ سے

وہ بڑا متقی جو اَپنا مال خرچ کرتا ہے تاکہ پاکیزگی حاصل کرے۔

مفسرین کا اِتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی جبکہ اُنہوں نے اَپنا مال راہِ خدا میں صرف کیا اَور پے دَر پے سات غلاموں کو جو مسلمان ہوجانے کے سبب سے ستائے جاتے تھے مول لے کر آزاد کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اَتْقٰی (سب سے زیادہ پرہیزگار) یعنی بڑا متقی فرمایا اَور ایک دُوسری آیت میں ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ یعنی تم میں خدا کے نزدیک زیادہ بزرگ وہ ہے جو ''اَتقی'' ہو۔ دونوں آیتوں کے مِلانے سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا کے نزدیک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی بزرگی تمام صحابہؓ سے زیادہ ہے۔

(۴) وَلَا یَأْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْا اُولِی الْقُرْبٰی ''جو تم میں بزرگی اَور وسعت والے ہیں وہ اَپنے قرابت والوں کو دینے سے اِنکار نہ کریں۔'' باتفاقِ مفسرین یہ آیت بھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے ہی حق میں نازل ہوئی جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی اَور قرآن شریف میں اُن کی پاکی نازل ہوئی تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مسطح رضی اللہ عنہ کو جو اُن کے قرابت دار تھے اَور اِس تہمت میں شریک تھے مالی اِمداد دینا موقوف کر دیا جبکہ اِس سے پہلے اُن کے ساتھ سلوک کیا کرتے تھے، آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر اُن کو دینا شروع کر دیا۔ اِس آیت میں حق تعالیٰ نے اُن کو بزرگی والا فرمایا ہے۔

اَحادیث :

اَحادیثِ صحیحہ بھی آپؓ کے مناقب میں بہت ہیں، چند دَرج کی جاتی ہیں :

(۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِہٖ وَمَالِہٖ اَبَابَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُہٗ لَا یَبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةُ اَبِیْ بَکْرٍ. (بخاری و مسلم)

''حضرت اَبوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تحقیق سب سے زیادہ اَپنی رفاقت اَور اَپنے مال سے مجھ پر اِحسان کرنے والے اَبوبکرؓ ہیں اَور اگر میں خدا کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو اَبوبکر کو بناتا لیکن اُن سے اِسلام کی اُخوت اَور محبت ہے، مسجد میں سوا اَبوبکرؓ کے اَور کسی کی کھڑکی نہ باقی رکھی جائے۔''

یہ حدیث ایک ٹکڑا ہے اُس طویل خطبہ کا جو وفات سے پانچ دِن پہلے رسولِ خدا ﷺ نے پڑھا تھا۔ علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں اِس حدیث کو متواتر کہا ہے (یعنی متواتر معنوی) کیونکہ حسب ِ ذیل صحابہ کرامؓ اِس کے راوی ہیں۔ ابن ِعباس ، اِبن ِزبیر، اِبن ِمسعود، جندب بن عبداللہ، براء بن عازب، کعب اِبن ِمالک، جابر بن عبداللہ، اَنس بن مالک، اَبوواقد لیثی ، اَبوالمعلیٰ، اُم المؤمنین حضرت عائشہ، اَبوہریرہ، اِبن ِعمر، اَبوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ترمذی کی روایت میں اِتنا لفظ اَور زیادہ ہے کہ ہر ایک کے اِحسان کا بدلہ ہم نے کردیا ہے سوائے اَبوبکرؓ کے، اُن کے اِحسان کا بدلہ قیامت کے دِن خدا دے گا۔

(۲) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَہٗ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاَتَیْتُہٗ ، فَقُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ عَائِشَۃُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْھَا. (بخاری و مسلم)

''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اِن کو غزوۂ ذات السلاسل پر سردار بنا کر بھیجا تو کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اَور میں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ محبت آپ ﷺ کو کس سے ہے، آپ ﷺ نے فرمایا عائشہؓ سے، میں نے کہا مردوں میں، فرمایا اَبوبکرؓ سے۔''

رسولِ خدا ﷺ نے جو حضرت اَبوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی موجودگی میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو سردارِ لشکر بنایا تو اُن کو خیال ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے سب سے زیادہ چاہتے ہیں اِسی

پر اُنہوں نے یہ سوال کیا مگر جواب سے اُن کو اَپنے خیال میں بڑی ندامت ہوئی۔

(۳) عَنْ اَنَسٍؓ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَكْرٍ. (ترمذی)

''حضرت اَنس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں سب سے زیادہ میری اُمت پر مہربان اَبوبکرؓ ہیں۔''

(۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِاَبِیْ بَكْرٍ اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَ صَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ. (ترمذی)

''حضرت اِبن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم غار میں میرے ساتھ رہے اَور حوضِ کوثر پر بھی میرے ساتھ رہو گے۔''

(۵) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَایَنْبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ یَّؤُمَّهُمْ غَیْرُهٗ. (ترمذی)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا جس جماعت میں اَبوبکرؓ موجود ہوں اُس کے لیے زیبا نہیں کہ اَبوبکرؓ کے سوا کوئی اُس کی اِمامت کرے۔''

(۶) عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍؓ قَالَ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ اِمْرَأَةٌ فَكَلَّمَهٗ فِیْ شَیْءٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاِنْ لَّمْ .... كَاَنَّهَا تَقُوْلُ الْمَوْتُ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَاْتِیْ اَبَا بَكْرٍ . (بخاری ومسلم، ترمذی، اِبن ماجه)

''حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اَور آپ سے اُس نے کسی معاملہ میں گفتگو کی، آپ ﷺ نے اُس کو حکم

دیا کہ پھر آنا، اُس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ فرمائیے اگر میں آؤں اَور آپ ﷺ کو نہ پاؤں یعنی آپ کی وفات ہو جائے (تو کس کے پاس جاؤں)، آپ ﷺ نے فرمایا پھر اَبوبکرؓ کے پاس جانا۔''

یہ حدیث اَور نیز اِس سے اُوپر کی حدیث حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر روشن دلیل ہے۔ دُوسری حدیث میں جو مضمون ہے اُس کو رسولِ خدا ﷺ نے متعدد موقعوں پر اِرشاد فرمایا ہے چنانچہ مستدرکِ حاکم میں حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اُن کو قبیلہ بنی مصطلق کے لوگوں نے رسولِ خدا ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ کے بعد ہم اَپنی زکوۃ کس کو دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اَبوبکر کو پھر اُن کے بعد حضرت عمر اَور اُن کے بعد حضرت عثمان کا نام آپ ﷺ نے بتایا رضی اللہ عنہم۔

اَور معجم اِسماعیل میں سہل بن اَبی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اَور معجم طبرانی میں حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ایک اعرابی سے کچھ اُونٹ مول لیے اَور قیمت کا وعدہ فرمایا۔ اُس نے پوچھا کہ آپ ﷺ کے بعد کون اَدا کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اَبوبکرؓ اَور اُن کے بعد حضرت عمرؓ اَور اُن کے بعد حضرت عثمانؓ کا نام بتایا۔

اَور ریاض النظرہ میں حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک یہودی سے آپ ﷺ نے کچھ قرض لیا، اُس نے پوچھا اگر میں آؤں اَور آپ نہ ملیں تو کس کے پاس جاؤں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَبوبکرؓ کے پاس جانا اَور اُن کے بعد حضرت عمرؓ کا نام بتایا۔

(۷) عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّةِ مَاخَلَا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ. (ترمذی)

''حضرت علیؓ بن اَبی طالب سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا اَبوبکر و عمر جنت کے بڑے عمر والوں کے سردار ہیں، سوائے اَنبیاءِ مرسلین کے۔''

یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعدد سندوں کے ساتھ منقول ہے۔ ترمذی اَور اِبن ماجہ میں بروایت شعبیؒ مروی ہے اَور زوائدِ مسند میں بروایت حضرت حسنؓ اَور پھر ترمذی میں بروایت حضرت

زین العابدینؒ۔ حضرت علیؓ کے علاوہ دُوسرے صحابہ بھی اِس حدیث کے ناقل ہیں چنانچہ ترمذی میں حضرت اَبوجحیفہؓ سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔

اِس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جنت میں جو لوگ بڑی عمر کے ہوں گے، حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ اُن کے سردار ہوں گے اِس لیے کہ جنت میں کوئی بڑی عمر کا نہ ہوگا سب نوجوان ہوں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس وقت یہ حدیث اِرشاد فرمائی گئی اُس وقت جو مستحقینِ جنت بڑی عمر کے تھے اُن کے سردار ہوں گے۔ ایسا ہی مطلب اُس حدیث کا بھی ہے کہ حضراتِ حسنینؓ جوانانِ جنت کے سردار ہوں گے۔

(۸) عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ خَیْرُ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ.
(بخاری شریف)

''حضرت علیؓ بن اَبی طالب سے روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ اِس اُمت میں نبی کے بعد سب سے بہتر اَبوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ ہیں۔''

یہ قول خود حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے جس کو اُن سے اَسّی آدمیوں نے روایت کیا ہے (دیکھیے اِزالۃ الخفاء ومنہاج السنۃ) اَور ظاہر ہے کہ کسی کا اَفضلِ اُمت ہونا کوئی عقلی بات نہیں ہے جو اَپنی رائے سے کہی جا سکے لہٰذا ضروری ہے کہ اُنہوں نے رسولِ خدا ﷺ سے اِس کو سنا ہو جیسا کہ اُصولِ حدیث میں تمام صحابہ کرامؓ کے متعلق طے ہو چکا ہے۔

(۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ کُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَیٌّ اَفْضَلُ اُمَّةِ النَّبِیِّ ﷺ بَعْدَهٗ اَبُوْ بَکْرٍؓ ثُمَّ عُمَرُؓ ثُمَّ عُثْمَانُؓ .(ابوداوٗد شریف)

''حضرت اِبن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں کہا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی اُمت میں آپ کے بعد سب سے اَفضل اَبوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ ہیں۔''

اُصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں کسی قول یا فعل کا رواج ہو اَور اُس پر ممانعت نہ کی جائے تو یہ بھی ایک قسم کی شرعی اِجازت ہے مگر یہاں اِس اُصول سے کام لینے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ طبرانی کی روایت میں اِس حدیث کے اَندر یہ مضمون بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اِس مقولہ کو سنتے تھے اَور اِنکار نہ فرماتے تھے۔(فتح الباری ج ۷ ص ۱۴)

(۱۰) عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَااَدْرِیْ مَابَقَائِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ . (ترمذی)

''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ میرا رہنا تم لوگوں کے دَرمیان کس قدر ہے لہٰذا اِقتدا کرنا اُن دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے یعنی اَبوبکرؓ و عمرؓ کی۔''

(جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

اَخلاقی و رُوحانی تعلیم کی ضرورت

﴿ حضرت مولانا اِسرار الحق صاحب قاسمی، صدر آل اِنڈیا تعلیمی وملی فاؤنڈیشن، اِنڈیا ﴾

عصرِ حاضر میں تعلیم کے حصول کی طرف لوگوں کا رُجحان بڑھتا جارہا ہے اِسی لیے اسکولوں، کالجوں اَور یونیورسٹیوں میں طلباء و طالبات کی بڑی تعداد نظر آرہی ہے۔ یہ ایک بہترین بات ہے کہ تیزی کے ساتھ تعلیم عام ہوتی جارہی ہے اَور بلاتفریق اَمیر وغریب اَور خواص وعوام سب اِس میں دلچسپی لے رہے ہیں جبکہ گزشتہ اَدوار میں تعلیم حاصل کرنے والے گنے چنے لوگ ہوتے تھے اَور وہ بھی مخصوص خاندانوں کے، لیکن اَب ایسا نہیں ہے۔

تعلیم کی موجودہ صورتِ حال کو دیکھ کر اُمید کی جا سکتی ہے کہ مستقبل میں تعلیم کا رواج اَور زیادہ بڑھے گا اَور نئی نسلیں مزید تعلیم کی طرف متوجہ ہوں گی۔ تعلیم کے میدان میں یہ بڑھتی ترقی یقینًا خوش آئند ہے لیکن حیران کن اَمر یہ ہے کہ تعلیم کے جس قدر فوائد سامنے آنے چاہیے تھے، وہ نہیں آرہے ہیں، مادّی شعبہ میں تو یقینًا ترقی ہورہی ہے لیکن رُوحانی اِعتبار سے موجودہ دَور کا اِنسان اِنحطاط پذیر ہے، صرف وہ لوگ ہی اَخلاقی و رُوحانی لحاظ سے کمزور نہیں جو ناخواندہ ہیں بلکہ وہ لوگ جو تعلیم یافتہ ہیں اُن میں بھی اَکثریت ایسے لوگوں کی ہے جن کی اَخلاقی و رُوحانی حالت ناگفتہ بہ ہے۔

سوال یہ کہ آخر حصولِ تعلیم کے بعد یا اَعلیٰ ڈگریوں کے حاصل کرنے کے بعد اُن کی زندگی میں اِنقلاب برپا کیوں نہیں ہوتا ؟ کیوں اُن کے اِنسانی و اَخلاقی اَوصاف میں نکھار پیدا نہیں ہوتا ؟

دَراصل اِس کی سب سے بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ تعلیم تو حاصل کرتے ہیں لیکن تعلیم کا جو مقصد اُنہوں نے متعین کیا، اُس نے تعلیم کو غیر مفید بنا دیا ہے۔ آج زیادہ تر لوگ تعلیم اِس لیے حاصل کرتے ہیں کہ اُن کی معاشی حالت بہتر ہو جائے، اُنہیں عمدہ بڑی پوسٹ مل جائے، وہ آسانی سے زیادہ دَولت کما سکیں، حصولِ تعلیم کے اِس مقصد نے اُنہیں ایسے مضامین کے اِنتخاب کرنے پر مجبور کر دیا جن

میں اِنسانی واَخلاقی معاملات پر مشتمل اَسباق نہیں پڑھائے جاتے ، بلکہ دَولت کمانے ،سیر وتفریح کرنے اَور زندگی کو تعیّشات کے ساتھ گزارنے کے طریقے بتائے جاتے ہیں جس کے سبب طلباء کا ذہن شروع سے ہی مادّی خواہشات کی تکمیل کی طرف مائل ہوجاتا ہے، فارغ ہونے کے بعد اُن کا سب سے پہلا مقصد اُونچی عمارتیں یا کشادہ کوٹھیاں بنانے کا ہوتا ہے، اے سی گاڑیوں میں چلنے اَور شاندار ماکولات و مشروبات کے اِستعمال کا خواب بھی اُن کے لیے اہم ہوتا ہے۔ یہی چیز آگے چل کر اُنہیں وعدہ خلافی، عہد شکنی اَور کذب گوئی کی طرف راغب کردیتی ہے۔

جب سے تعلیم کو برائے تجارت بنایا گیا ہے اُس وقت سے تعلیم مہنگی ہوگئی ہے اَور تجارتی ذہن رکھنے والوں میں تعلیمی اِداروں میں قدرے اِنویسٹمنٹ کرکے خطیر رقم کمانے کی خواہش بیدار ہوئی ہے عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ پرائیویٹ سکولوں میں ماہانہ فیس خاصی زیادہ ہوتی ہے میڈیم درجے کے اسکولوں میں ماہانہ فیس ہزاروں میں ہے، ایڈمیشن کے نام پر، اِیگزام کے نام پر، ڈویلمنٹ چارجز کے نام پر، سکیورٹی کے نام پر، سالانہ چارجز کے نام پر جو خطیر رقم والدین سے لی جاتی ہے وہ علیحدہ ہے۔ یونیفارم، کتابوں اَور کاپیوں اَور اسٹیشنری کے نام پر بھی والدین کو اچھے خاصے روپے خرچ کرنے ہوتے ہیں مجموعی طور سے متوسط معیار کے اسکولوں میں فی بچہ سالانہ 40 سے 50 ہزار روپے خرچ ہو جاتے ہیں۔ اگر اُن سے بھی بہتر اسکولوں و اِداروں میں تعلیم حاصل کی جاتی ہے تو اَخراجات مزید بڑھ جاتے ہیں۔ اِس کے برعکس ایسے اسکولوں میں تعلیم حاصل کرنا جہاں فی طالب علم دوسو روپے چارسو روپے ماہانہ خرچ ہوتے ہوں وہاں بچوں کے کیریر کے خراب ہونے کا اَندیشہ رہتا ہے۔ تجارت پر مبنی تعلیمی نظام سے کئی نقصانات سامنے آئے ہیں۔

ایک تو یہ کہ تعلیم مہنگی ہوگئی، دُوسرے معیاری تعلیم حاصل کرنا متوسط آمدنی والے لوگوں کے بس سے باہر کی بات ہے، تیسرے یہ کہ اَعلیٰ اسکولوں و کالجوں میں حصولِ تعلیم کے بعد مادّی لحاظ سے تو بچوں کے مستقبل کے بہتر ہونے کے اِمکانات روشن ہوجاتے ہیں مگر رُوحانی ،اَخلاقی اَور اِنسانی اِعتبار سے اُن کے زوال پزیر ہوجانے کے خدشات لاحق ہوجاتے ہیں کیونکہ اِس طرح کے اسکولوں

میں جہاں تعلیم پر بڑی رقم خرچ ہوتی ہے وہاں کا ماحول عام طور سے بہتر نہیں ہوتا مخلوط تعلیم دی جاتی ہے ایسی ایکٹی وٹیز (Activities) جاری رکھی جاتی ہیں، جو طلباء کو ایسے کاموں پر آمادہ کرتی ہیں جو تعلیم یافتہ شخص کے لیے مفید نہیں ہوتیں۔ اِس کے علاوہ ایسے اسکولوں میں بد قسمتی سے اَخلاقی و دینی مضامین یا تو سرے سے پڑھائے ہی نہیں جاتے یا پھر اُن پر توجہ نہیں دی جاتی۔

نئی نسل میں مثبت رُجحان پیدا کرنے کے لیے اَور اُنہیں زیادہ سے زیادہ اِیماندار بنانے کے لیے ایسی تعلیم کو رواج دینے کی ضرورت ہے جو اُنہیں پورے طور پر صاحبِ کردار شخص بنادے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد طلباء ہمیشہ سچ بولتے دکھائی دیں، بھولے سے بھی وہ جھوٹ نہ بولیں، خوش خلقی سے لوگوں کے ساتھ پیش آئیں، چھوٹوں سے محبت کا سلوک کریں اَور بڑوں کے لیے اپنے دِل میں اِحترام رکھیں۔ اگر کوئی مدد کا طالب ہو تو اُس کی مدد کریں۔

تعلیم یافتہ لوگ پورے طور پر معاشرہ کے لیے آئیڈیل ہوں۔ اگر کسی سے بات کریں تو اُن کی زبان پر معیاری الفاظ ہوں، چہرہ پر مسکراہٹ ہو اَور نرم لہجہ ہو، اگر تجارت کریں تو دیانت داری کا ثبوت دیں، وعدوں کو پورا کریں، معاملات کو صاف رکھیں، حلال طریقہ سے رزق حاصل کریں، رزق کے حصول میں نہ جھوٹ بولیں، نہ رشوت لیں، نہ ملاوٹ کریں اَور نہ کسی کی رقم کو اپنے پاس رکھیں، مزدور کی اُجرت اُس کے پسینہ سوکھنے سے پہلے اَدا کریں۔ اُن کی سماجی زندگی بھی آئینہ کی طرح صاف ہو، کوئی مذموم فعل اُن سے سرزد نہ ہو۔

اِن تمام چیزوں کا بہتر طور پر اُسی وقت خیال رکھا جا سکتا ہے جبکہ تعلیمی نصاب میں ایسے مضامین کو شامل کیا گیا ہو جو اِنسان کو اِنسانی و اَخلاقی اِقدار کی تعلیم دیتے ہیں۔ عہدِ حاضر میں جبکہ جدّت کے نام پر ہر طرح کی بے راہ روی دیکھنے کو مِل رہی ہے، اَخلاقی تعلیم کی ضرورت اَور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اَخلاقی تعلیم کے ساتھ اگر دینی تعلیم بھی اسکولوں و کالجوں میں دی جانے لگے تو اِس کے بڑے مثبت فوائد سامنے آئیں گے کیونکہ ''مذہب'' اِنسانی زندگی کے لیے اِنتہائی اہم ہے، وہ ہمیشہ اِنسان کو اچھی باتوں کا دَرس دیتا ہے۔ مذہب کا مطمحِ نظر ہی اِنسان کی کامیابی ہے۔ اِس لیے وہ اِنسان کی کامیابی کے

لیے عمدہ تعلیم دیتا ہے اَور مختلف اَنداز سے اِنسان کو اچھی باتیں سکھاتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ مذہب کے پابند ہوتے ہیں وہ نہ جھوٹ بولتے ہیں، نہ عہد شکنی کرتے ہیں، نہ لغو باتوں میں وقت ضائع کرتے ہیں، نہ بداَخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں، نہ اللہ کے بندوں کو ستاتے ہیں، نہ ناجائز کھاتے ہیں بلکہ اُن کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ خلقِ خدا کی زیادہ سے زیادہ خدمت کریں اَور بڑے اَجر کے مستحق بنیں۔ حقیقت یہی ہے کہ اگر تعلیم کے ساتھ اِنسانی واَخلاقی اِقدار اِنسان کی زندگی میں داخل ہو جائیں تو سمجھا جائے کہ اُسے دُنیا کی بیش بہا نعمتیں مِل گئیں۔

''تعلیم'' اللہ کی طرف سے بنی نوع اِنسان کے لیے اہم اِنعام ہے کیونکہ تعلیم دیگر مخلوقات سے اِنسان کو ممتاز کرتی ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہی اِنسان اپنے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے زندگی گزارنے کے لائق ہوتا ہے۔ اِسی لیے اِسلام نے مسلمانوں کو حصولِ تعلیم کی ترغیب دی ہے لیکن یہ بات قابلِ غور ہے کہ اگر تعلیم اِنسان کو اِنسان بناتی ہو، اُس کے اَوصاف وصلاحیتوں کو نکھارتی ہو تو وہ تعلیم اِنتہائی اہم ہے، لیکن جو تعلیم اِنسان کو اِنسانیت کے تقاضوں کی تکمیل کے بجائے غیر اِنسانی حرکتوں کے اِرتکاب پر آمادہ کرتی ہو اَور اُس تعلیم کے حصول کے بعد اِنسان میں اِنسانی قدروں کی تکمیل کا جذبہ پیدا نہ ہوتا ہو تو وہ تعلیم بے سود ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ ندائے شاہی اِنڈیا، اَگست ۲۰۱۲ء)

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

مسلمان لڑکیوں کے اِیمان برباد کرنے کا قادیانی طریقہ کار

جامعہ مدنیہ جدید کے فاضلین کی برقت کارروائی

سرکارِ دوجہاں اِمام الانبیاء سیّد الرسل خاتم الانبیاء اَحمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ اللہ تعالیٰ کی وہ محبوب ترین ہستی ہیں جن میں اَزل سے اَبد تک کے تمام کمالات اَور محاسن کو جمع کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ صرف نبی ہی نہیں بلکہ خاتم النبیین بھی ہیں اِس لیے اَب قیامت تک کسی کو نبوت و رسالت کے عظیم مرتبے پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ اِس مبارک عقیدے کا تعلق براہِ راست رحمتِ کائنات ﷺ کی ذات بابرکت کے ساتھ ہے اِسی لیے اِس کے محافظین سے شفاعتِ محمد ﷺ کا وعدہ ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں اَنگریز نے اَپنے ظالمانہ دَورِ تسلط کو طول دینے کے لیے جو سازشیں تیار کیں اُن میں سب سے خطرناک سازش ''فتنۂ قادیانیت'' ہے جس کی بنیاد سیالکوٹ کچہری کے منشی مرزا غلام اَحمد قادیانی سے رکھوائی گئی۔

اِس فتنے کا مقصد محبوبِ کبریا حضرت محمد ﷺ کی عقیدۂ ختم نبوت سے بغاوت ہے۔ مرزا قادیانی نے نہ صرف نبوت و رسالت کا دعوی کر کے عقیدۂ ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کی کوشش کی بلکہ بکواس کی کہ

> ''میں خود محمد رسول اللہ ہوں کیونکہ پہلے محمد (ﷺ) سے دین کی تبلیغ مکمل نہ ہو سکی میں اِشاعتِ دین کو مکمل کرنے کے لیے دوبارہ دُنیا میں آیا ہوں۔''

اِس لیے مرزا قادیانی نے قرآنِ پاک کی وہ تمام آیات جو حبیبِ کبریا محمد کریم ﷺ کی شان میں نازل کی گئیں اپنی طرف منسوب کر کے خود کو ''رحمۃ للعالمین، شافع محشر، ساقی کوثر اَور محمد رسول اللہ''، اپنے ماننے والوں کو ''صحابہ''، اپنی بیوی کو ''اُم المومنین''، بیٹی کو ''سیّدۃ النساء''، بیٹے کو ''قمر الانبیاء''، اَپنے خاندان کو ''اہلِ بیت''، اپنی باتوں کو ''حدیث'' اَور اپنی من گھڑت وحی کو ''قرآن'' کا درجہ دیا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں ''فتنہ مرزائیت'' کو اَنگریز کی سرپرستی میں خوب پروان چڑھایا گیا اَور اِس گھناؤنی سازش کے تحت اِسلام کے نام پر اِسلام، اَور قرآن کے نام پر قرآن کو لوٹا گیا، تقسیم کے بعد پاکستان میں بھی اِس فتنہ کو بڑھنے کے خوب مواقع فراہم کیے گئے لیکن اِس کے مقابل عشقِ رسالت علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے جذبے سے سرشار دیوانوں اَور شمعِ ختمِ نبوت کے پروانوں نے بھی اِس فتنے کا خوب تعاقب کیا ہے اَور اِس کے خلاف کسی بھی قسم کی قربانی سے دَریغ نہیں کیا۔ اَپنی قربانیوں کے نتیجے میں ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے تمام اَرکان نے قادیانیوں کے کفریہ اَور رُوح فرسا عقائد اَور خلافِ اِسلام خطرناک گھناؤنے عزائم کو دیکھتے ہوئے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے آئین کے آرٹیکل (۳)۱۰۶ اَور (۳)۲۰۶ میں ترمیم کے ذریعے مرزائیوں کے کفر پر مہر ثبت کردی لیکن یہ بدبخت گروہ پھر بھی ختمِ نبوت سے بغاوت اَور اَپنے کفر و اِرتداد کو اِسلام کے نام پر پھیلانے کے قبیح دَھندے سے باز نہ آیا تو ۱۹۸۴ء میں اِمتناعِ قادیانیت آرڈیننس جاری کیا گیا اَور تعزیراتِ پاکستان میں دو نئی دفعات B / 298 اَور C / 295 کا اِضافہ کیا گیا جس کے تحت اگر کوئی اَزلی بدبخت سرکارِ دو جہاں ﷺ کی شانِ پاک میں کسی بھی قسم کی توہین کرے تو اُس کی سزا ''موت'' ہے۔

اِسی طرح قادیانیوں پر پابندی عائد کردی کہ وہ اَپنے کفر کو اِسلام اَور خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اَور نہ ہی اِسلامی شعائر و اِصطلاحات (مثلاً کلمہ، آیاتِ قرآنیہ، مسجد، نماز وغیرہ) کا اِستعمال کر سکتے ہیں اَور نہ ہی مرزا قادیانی کو نبی اَور رسول، اُس کے ماننے والوں کو صحابی، اُس کی بیوی کو اُم المومنین، اُس کی باتوں کو حدیث کہہ سکتے ہیں۔ اِسی طرح مرزا قادیانی کے لیے صلی اللہ علیہ وسلم یا علیہ السلام، اُس کی بیوی کے لیے رضی اللہ عنہا اَور پیروکاروں کے لیے رضی اللہ عنہ کا اِستعمال بھی نہیں کر سکتے، غرض اِن دو نئی دفعات کے ذریعے قادیانیت کے کفر کو لگام ڈال دی گئی۔

قادیانی اِن تمام تر پابندیوں کے باوجود ایک عرصہ سے ہمارے ملکِ عزیز میں خفیہ طریقوں سے مسلمانوں کو اَپنے دامِ فریب میں پھنسا کر اُن کے اِیمان پر حملہ آور ہیں اَور برسرِ عام شعائرِ اِسلامی کے اِستعمال کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے کر اِسلام اَور اہلِ اِسلام کا مذاق اُڑا رہے ہیں۔

قادیانیوں کی ایک خطرناک چال :

قادیانی جماعت کی طرف سے قادیانیوں کو حکم مِلا ہے کہ وہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمان لڑکیوں سے شادیاں رچائیں اَور اِس کے لیے کسی بھی طرح کے دَجل وفریب اَور جھوٹ سے کام لینا پڑے تو ضرور لیں۔ اِس سلسلہ میں قادیانیوں نے کئی طریقے اِختیار کر رکھے ہیں بعض مرتبہ قادیانی پہلے مسلمان لڑکی سے تعلق بناتا ہے پھر آہستہ آہستہ قادیانیت کی دعوت دینے لگتا ہے اَور لڑکی کو قادیانی بنا کر اُس سے شادی کر لیتا ہے یا پھر خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں مسلمان ہوں لیکن میرے گھر والے قادیانی ہیں غرض اِس طرح کے دھوکے دے کر مسلمان لڑکی کی عزت برباد کر دیتے ہیں۔ یاد رکھیے ! قادیانی گستاخِ رسول، کافر، زندیق ہیں اُن سے کسی مسلمان کا نکاح کرنا خالص زنا ہے اَور ایسے نکاح سے ہونے والی اَولاد حرامی ہے اِس لیے اَپنی بچیوں کی شادی کرتے ہوئے اِس بات کی خاص تسلی کر لیں کہ کہیں لڑکا یا اُس کے گھر والے قادیانی تو نہیں ؟

کچھ عرصہ قبل ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا جس کی تفصیل درجِ ذیل ہے :

واپڈا ٹاؤن لاہور کے ختم نبوت کے ایک مجاہد نے بدھ کی شام کو بھائی منیر اَحمد صاحب کو اِطلاع دی کہ واپڈا ٹاؤن کی مسلمان بہن کا نکاح اِقبال ٹاؤن کے قادیانی لڑکے سے ہو گیا ہے اَور ایک دِن بعد رُخصتی ہے، بھائی منیر صاحب نے فرمایا کہ آپ مکمل تحقیق کریں مکمل اَیڈریس بھی دے دیں تاکہ لڑکی والوں سے ملاقات کی جا سکے۔ جمعرات کو بھائی نے پتہ بتایا، مولانا سیّد اَنیس اَحمد شاہ صاحب اَور حاجی محمد مدنی صاحب واپڈا ٹاؤن تشریف لے گئے وہاں جا کر سب سے پہلے اہلِ علاقہ سے ملاقات کی اَور واقعہ بتایا بعض نے مسئلہ سمجھنے کی کوشش کی اَور کچھ اَحباب نے سُنی اَن سُنی کر دی۔

شاہ صاحب اَور مدنی صاحب نے وہاں کی جامع مسجد کے صدر سے ملاقات کی اَور اُس کو ساتھ لے کر لڑکی کے گھر گئے، لڑکی کے والد صاحب سے ملاقات ہوئی اُن کو بتایا کہ جس لڑکے کو آپ اَپنی بیٹی کا ہاتھ تھما رہے ہیں وہ تو قادیانی ہے اَور قادیانی تو زندیق کافر ہیں تو آپ ایک مسلمان بیٹی کا ہاتھ ایک مرتد کو مت تھمائیں۔ والد نے ناراضگی کا اِظہار کرتے ہوئے کہا کہ میرا کافی عرصہ سے اُن

سے تعلق ہے وہ لڑکا تو مسلمان ہے اَور کہا کہ آپ میری بچی کی شادی خراب نہ کریں یہاں سے چلے جائیں اگر مِلنا ہے تو شادی کے بعد آکر ملنا۔

ہمارے ختم ِ نبوت کے ساتھیوں نے اہلِ علاقہ سے فرداً فرداً ملاقات کی اَور اِس مسئلے کی سنگینی سے آگاہ کیا اَور نمازِ مغرب کے بعد مقامی اَحباب کی مشاورت سے یہ طے ہوا کہ پہلے خود ہی لڑکی والوں کو سمجھاتے ہیں اگر سمجھ گئے تو ٹھیک ہے ورنہ اِنتظامیہ (پولیس) سے رابطہ کریں گے، جب لڑکی والوں کی طرف گئے تو معلوم ہوا کہ وہ تو رسمِ حنا کے لیے جا چکے ہیں۔ پھر سب اَکٹھے ہو کر اِقبال ٹاؤن تھانے چلے گئے کیونکہ قادیانی لڑکا اِقبال ٹاؤن کا رہنے والا تھا۔ پولیس اِنتظامیہ سے گفتگو ہوئی اُنہوں نے کہا کہ ثبوت مہیا کریں کہ لڑکا قادیانی ہے اَور دُوسری بات یہ کہ لڑکی والے آکر خود دَرخواست دیں کہ قادیانیوں نے دھوکا دیا ہے یعنی مدعی لڑکی والے بنیں۔ اَبھی پولیس اِنتظامیہ سے گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ لڑکی کے چچا کا فون آگیا اُنہوں نے تسلی دِلائی کہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ لڑکے والے قادیانی ہیں یہ تو واقعتاً بہت ہی حساس معاملہ ہے آپ تشریف لائیں مجھ سے رابطہ کریں، بھائی (لڑکی کے والد) سے بھی ملاقات کرتے ہیں، اِنشاء اللہ یہ رُخصتی نہیں ہوگی۔ کیونکہ ایک مسلمان بچی کا قادیانی کے پاس جانا پورے خاندان کو اِرتداد کے گھڑے میں دھکیلنے والی بات ہے۔ جب یہ تسلی بخش گفتگو ہوئی تو باقی تمام اَحباب کو اِجازت دے دی گئی۔

شاہ صاحب، محمد مدنی صاحب اَور منیر اَحمد صاحب لڑکی کے چچا کے پاس گئے وہاں جا کر منیر اَحمد صاحب نے لڑکی کے چچا کو قادیانیوں کے عقائد و نظریات بتلائے اَور قادیانی کتب سے قادیانیوں کی کفریہ عبارات دِکھائیں، چچا نے اَپنے بھائی (لڑکی کے والد) اَور اَپنے ایک عزیز کو بُلایا اَور کہا کہ وہی عبارات قادیانی کتب سے اِن کو بھی دِکھائیں چنانچہ لڑکی کے والد اَور عزیز کو کفریہ عبارات دِکھائیں اَور لڑکے کے قادیانی ہونے کے ثبوت فراہم کیے تو لڑکی کے والد نے لڑکے والوں سے رابطہ کیا اَور کہا کہ تم قادیانی ہو اَور تمہارے ساتھ ہمارا رشتہ نہیں ہوسکتا۔ قادیانی فیملی نے جواباً کہا کہ ٹھیک ہے ہم قادیانی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن قادیانی بھی مسلمان ہی ہوتے ہیں، ہم نماز پڑھتے ہیں، روزہ

رکھتے ہیں اَور باقی عقائد بھی مسلمانوں والے ہیں۔ قادیانیوں نے بارے میں علماء نے محض پروپیگنڈا کیا ہوا ہے ہمارا دیگر مسلمانوں سے ایسا ہی اِختلاف ہے جیسا کہ دیوبندی، بریلوی، اہلِ حدیث کا آپس میں ہے، اِس پر لڑکی کے والد نے کہا کہ میں زیادہ تفصیل تو نہیں جانتا لیکن جو تمہاری کتابوں میں کفریہ اَور توہین آمیز عبارات دیکھی ہیں اِس سے اِتنا یقین ضرور ہے کہ تم لوگ کافر ہو۔ اِس کے بعد لڑکے کے ماموں نے جو خود بھی قادیانی ہے مختلف طریقوں سے شادی پر رضا مند کرنے کوشش کی جس پر اُسے کوئی کامیابی حاصل نہ ہوسکی بالآخر اُس نے آخری حربہ اِستعمال کرتے ہوئے کہا کہ میرے بھانجے کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کرلیں۔

جب یہ پیغام لڑکی کے والد نے دیا کہ وہ مسلمان ہونا چاہتا ہے تو ہم نے کہا کہ ہماری تو محنت ہی یہی ہے کہ جو لوگ گمراہ ہوگئے ہیں یا جو قادیانی خود کو مسلمان سمجھتے ہیں اُن پر حقائق واضح ہوں اَور وہ کفر واِرتداد کے اَندھیرے سے نکل کر اِسلام کے پرنور اَور روشن دامن میں جگہ پائیں، وہ ضرور مسلمان ہو لیکن ہمارے کچھ سوالات وتحفظات ہیں جو ہم اُن سے کریں گے، دُوسری بات اَگر بالفرض وہ مسلمان ہو بھی جاتا ہے تو اُس کی شادی اِس لڑکی سے نہیں ہوگی۔

لیکن جب قادیانیوں کو ہمارا پتہ چلا کہ ہم اُن سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہیں تو اُنہوں نے ہم سے ملنے سے اِنکار کردیا، اِس سے لڑکی والوں کو یقین ہوگیا کہ یہ ہم سے دَجل کرنا چاہتے ہیں جو سامنے نہیں آتے کیونکہ جس نے مسلمان ہونا ہے وہ خود کہیں بھی جا کر سوالوں کے جواب دے سکتا ہے اِس تمام صورتِ حال کے بعد لڑکی کے والد نے اِعلان کردیا کہ یہ شادی نہیں ہوسکتی، تمام اَحباب نے لڑکی کے والد کے اِس فیصلے کو خوب سراہا اَور اللہ کا شکر اَدا کیا۔

اَگلے دِن لڑکی سے ملاقات کی گئی اَور اُس کو وہی کفریہ عبارات مرزائی کتب سے دِکھائیں تو اُس نے سوال کیا کہ اگر یہ کتب مرزائیوں کی نہ ہوں تو ! اِس پر شاہ صاحب نے فرمایا کہ اگر یہ کتابیں اُن کی نہ ہوں تو ہماری گردن کاٹ دیں اِس پر لڑکی کو مکمل تسلی ہوگئی۔ الحمد للہ علٰی ذالک۔

اِس تمام صورتِ حال کے بعد لڑکی والوں نے کہا کہ قادیانیوں نے ہمیں دھوکہ دیا ہے ہم اُن

کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنا چاہتے ہیں۔ وکلاء ختمِ نبوت سے مشاورت کے بعد تھانہ اِقبال ٹاؤن میں قادیانیوں کے خلاف لڑکی کے چچا کی طرف سے دَرخواست دی گئی۔ ایس ایچ اَو صاحب نے کہا کہ آپ درخواست جمع کروادیں ہم تفتیش کرکے اَپنے اَفسرانِ اَعلیٰ کو بھیج دیں گے جو آرڈر آئے گا ہم اُس کے مطابق پوری پوری کارروائی کریں گے اَور ہمیں اَگلے روز شام چار بجے کا وقت دے دیا گیا۔

چنانچہ اَگلے دِن بروز جمعۃ المبارک مولانا سیّد اَنیس اَحمد شاہ صاحب اَور بھائی منیر اَحمد صاحب اِقبال ٹاؤن تھانے پہنچ گئے، بہت سے شمعِ رسالت ﷺ کے پروانے بھی پہنچ گئے ایس ایچ اَو صاحب اَور ڈی ایس پی صاحب سے ملاقات کی تو اُنہوں نے کہا کہ C / 298 (مرزائیت کی تبلیغ) کی اَتھارٹی اَیس پی صاحب کے پاس ہے یہ دَرخواست اُن سے مارک کروائیں۔ عصر کی نماز کے بعد تمام اَحباب اَیس پی صاحب سے ملاقات کے لیے گئے لیکن ملاقات نہ ہوسکی دوبارہ ایس ایچ اَو صاحب سے ملاقات کی اُنہوں نے کہا کہ ایس پی صاحب ڈی آئی جی صاحب کے پاس میٹنگ میں ہیں، فارغ ہونے کے بعد ملاقات ہوجائے گی، چنانچہ تمام ساتھی عشاء کی نماز تک اِنتظار کرتے رہے لیکن ملاقات نہ ہوسکی عشاء کی نماز کے بعد باقی ساتھیوں کو رُخصت دے دی گئی چند ایک ساتھی ملاقات کے لیے اِنتظار کرتے رہے تقریبًا رات گیارہ بجے کے قریب ملاقات ہوئی۔

پون گھنٹے مذاکرات کے بعد ایس پی صاحب نے پرچے کا آرڈر دے دیا۔ مرزائی لڑکا حسان (دُولہا) اَور اُس کے دو بھائیوں کے خلاف FIR کٹوائی گئی رات ایک بجے کے قریب چھاپہ مار کر اُس کے بڑے بھائی کو گرفتار کرلیا گیا جبکہ حسان پاکستان سے باہر اِنگلینڈ جاچکا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد سے سرکارِ دوعالم ﷺ کے صدقہ ہمارے اَکابر حضرات خصوصًا شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب دامت برکاتہم اَور یادگارِ اَسلاف ہر دلعزیز حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم کی دُعاؤں اَور اہلِ علاقہ واِنتظامیہ کے تعاون سے قادیانیوں کو گرفتار کروایا گیا۔ اِنشاء اللہ یہ عمل مجاہدینِ ختمِ نبوت کے ہاتھ میں اللہ اَور اُس کے رسول ﷺ کی رضا کا سرٹیفکیٹ اَور بخشش کا پروانہ ہے۔

اے محمد کریم ﷺ سے محبت اَور وفا کے دعویداروں ! ہمارے آباؤ اَجداد نے قادیانیت کے خلاف بڑی سخت جنگ لڑی، ہزاروں جوانوں نے اَپنی جوانیاں قربان کیں، بوڑھوں نے اپنی خمیدہ کمروں پر ظلم وستم کے پہاڑ برداشت کیے، عورتوں نے اَپنے بچے سُوئے مقتل روانہ کیے اَور لاکھوں عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے قادیانیت کے ناسور کو آئینی لگام ڈالی ہے، اگر ہم اِس لگام کو بھی نہ تھام سکے تو کل کس منہ سے اَپنے بڑوں کا سامنا کریں گے۔ اگر کل قیامت میں ہم سے سوال کر لیا گیا کہ تمہارے بڑوں نے خونِ جگر دے کر میری حرمت کا تحفظ کیا، اُنہوں نے میری ناموس پر چوکیداری کرتے زندگیاں لگادیں تم چند لمحات نہ دے سکے، اُنہوں نے میری عزت و ناموس ختمِ نبوت کے باغیوں کو لگام ڈالی اَور تم تھام نہ سکے تو ہم کیا جواب دیں گے۔

مسلمانو ! خدارا ہوش میں آؤ اُمت کو بیدار کرو، قادیانی فتنہ سے آگاہ کرو اَور ناموسِ پاک ﷺ کا دفاع کرو، شعورِ ختم نبوت اُجاگر کرو۔ آئیں مِل کر قادیانیت پر آئینی شکنجہ کسیں، اِس سے پہلے کہ موت ہمیں اَپنے شکنجہ میں جکڑ لے۔

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اَور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اَپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اَور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

وفیات

۲۱ردسمبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالستار صاحب تونسویؒ طویل علالت کے بعد تقریبًا ستاسی برس کی عمر پاکر اِنتقال فرما گئے۔ حضرت مولاناؒ دارُالعلوم دیوبند کے فاضل، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین اَحمد مدنیؒ کے شاگرد تھے آپ بہت بڑے مناظر تھے رِدّ شیعیت میں آپ کی بہت بڑی خدمات ہیں ملک میں آپ کے شاگردوں کی بڑی تعداد آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہے اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اِس عظیم حادثہ پر اہلِ اِدارہ اُن کے غم میں برابر کے شریک ہیں اَور تعزیتِ مسنونہ پیش کرتے ہیں۔

گزشتہ ماہ اَلحاج مبین اَحمد صاحب مدظلہم کے بڑے صاحبزادے بھائی نفیس اَحمد صاحب کی اہلیہ محترمہ مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔

۱۷ردسمبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا مشرف صاحب کے دادا طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پا گئے۔

۱۷ردسمبر کو جامع مسجد عکس نبوی سمن آباد کے مولانا اَمجد فاروق صاحب کے والد صاحب وفات پاگئے۔

گزشتہ ماہ جامعہ مدنیہ لاہور کے پرانے پڑوسی جناب عبدالحفیظ بٹ صاحب وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام نصیب فرمائے اَور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اَور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۱۷؍محرم الحرام ۱۴۳۴ھ/ ۲؍دسمبر ۲۰۱۲ء کو جامعہ مدنیہ جدید کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اِجلاس ہوا جس میں تعلیمی، تعمیراتی اَور مالیاتی اُمور پر مشاورت ہوئی۔ تعلیمی و مالیاتی اُمور پر اطمینان کا اِظہار کرتے ہوئے اَرکانِ شوریٰ نے اہلِ خیر حضرات سے تعمیراتی اُمور پر خصوصی توجہ دینے کی پُر زور اَپیل کی تا کہ دارُالاقامہ اَور اَساتذہ کی رہائشگاہوں کی تعمیر ہوکر طلباء کے قیام اَور اَساتذہ کی رہائشگاہوں کا اِنتظام ہوکر تعلیمی حالات مزید بہتر ہوں سکیں، دُعائے خیر پر اِجلاس ختم ہوا، والحمد للہ۔

۲؍دسمبر کو مفتی اَبولبابہ شاہ منصور مدظلہم جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اَور شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب سے ملاقات کی، کافی دیر تک مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔

۹؍دسمبر بروز اِتوار شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب شیر گڑھ کے مہتمم حضرت مولانا قاسم صاحب مدظلہم کی دعوت پر حضرت مولانا اَحمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر منعقدہ کانفرنس میں شرکت کی غرض سے ۸؍دسمبر دِن کے گیارہ بجے جامعہ مدنیہ جدید سے شیر گڑھ کے لیے روانہ ہوئے۔ عشاء کے وقت مردان پہنچ کر رات کا کھانا مقامی اَحباب کی رہائشگاہ پر تناول فرمایا بعد اَزاں رات دس بجے سخاکوٹ تشریف لے گئے۔

اَگلی صبح تقریبًا گیارہ بجے حضرت صاحب شیر گڑھ کی جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے عصر کے قریب جلسہ گاہ سے فارغ ہوکر عصر کی نماز مدرسہ شیر گڑھ میں اَدا کی بعد نمازِ عصر مولانا قاسم صاحب مدظلہم نے مولانا فضل بادشاہ صاحب جن کو خواب میں پیارے حبیب محمد ﷺ نے جمعیۃ علماءِ اِسلام کا جھنڈا عنایت فرمایا تھا ہمارے ساتھ روانہ کر دیا، ہم مغرب کے قریب مولانا فضل بادشاہ صاحب کے گاؤں پہنچ گئے۔ عوام الناس کے لیے جھنڈے کو مسجد میں رکھوایا گیا تھا حضرت صاحب اَور حضرت کے

ساتھ دُوسرے ساتھیوں نے جھنڈے کی زیارت کی۔ مولانا فضل بادشاہ صاحب نے حضرت صاحب اَور جامعہ مدنیہ جدید اَور مختلف مدرسوں سے آئے ہوئے طلباء کے سامنے اُس مبارک خواب کو پھر سے دہرایا، بعد نمازِ مغرب حضرت نے مولانا فضل بادشاہ صاحب سے اِجازت چاہی اَور جامعہ کے طالبعلم بھائی منظور صاحب کے اِصرار پر چند منٹ کے لیے اُن کے گھر تشریف لے گئے رات دس بجے اَپنی قیام گاہ سخاکوٹ واپس تشریف لائے، اَگلے دِن بارہ بجے سخاکوٹ سے پشاور کے لیے روانہ ہوئے، بعد اَزاں حضرت صاحب نے اَسیرِ مالٹا حضرت مولانا عزیر گل صاحب رحمہ اللہ کے مزار پر حاضری دی۔

حضرت صاحب کی پشاور میں تشریف آوری پر ڈاکٹر اَرشد تقویم صاحب اَور ڈاکٹر ماجد صاحب حضرت سے ملاقات کے لیے حیات آباد میں بھائی خالد صاحب کی رہائشگاہ پر تشریف لائے۔ ١١ر دسمبر کو صبح ناشتہ کے بعد حضرت نے بھائی خالد صاحب اَور حاجی اَمان اللہ خان صاحب سے اِجازت چاہی اَور لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔

دورانِ سفر اَٹک کے قریب داماں میں حضرت اپنے اُستاذِ مکرم حضرت مولانا ظہور الحق صاحب دامت برکاتہم کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے، بعد اَزاں پنڈی میں محترم حاجی شعیب صاحب کی عیادت کے لیے اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ رات سات بجے کے قریب حضرت صاحب نے حاجی شعیب صاحب سے اِجازت چاہی اَور لاہور کے لیے روانہ ہوئے، رات بارہ بجے بخیریت گھر واپسی ہوئی۔

١٤ر دسمبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب بھائی جہانزیب صاحب کی دعوت پر سہ روزہ ختمِ نبوت کانفرنس میں شرکت کے لیے جوہر ٹاؤن تشریف لے گئے جہاں آپ نے ختمِ نبوت کے موضوع پر بیان فرمایا۔

مجموعہ مقالاتِ حامدیہ

قرآنیات

عالمِ ربانی محدثِ کبیر

حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بانی جامعہ مدنیہ جدید و خانقاہِ حامدیہ

و اَمیر مرکزیہ جمعیت علمائے اِسلام

نظر ثانی و عنوانات

شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

باہتمام

خانقاہِ حامدیہ ۱۹؍کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے ''مجموعہ مقالاتِ حامدیہ'' کا پہلا حصہ جو ''قرآنیات'' سے متعلق ہے شائع ہو کر مارکیٹ میں آچکا ہے، رعایتی قیمت : ۸۰ روپے

(رابطہ نمبر : 0333-4249-302)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامد

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسب ِاستطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور